

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

۱۔ عکازہ در صلوات جنازہ وفاتہ

۲۔ ختماتِ خواجگان

از قلم عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، محبت المشائخ
الصاویقین و اہل کشف و العارفین، فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر الشہیر غلام قادر قریشی، ماہی، بھیروی، تم لاہوری
قُدس سرُّہ العزیز

جس کو

فقیر ایس معین الحق نے دوبارہ شائع کروایا

دارالاسلام، مکان نمبر 917، سڑک 28، سیکٹر 9/1-G اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

الحمد لله القاهر على عباده الغافر كه دریں ایام تبرک التیام رساله عجمانه

عکازہ در صلوٰت جنازہ و فاتحہ

و
ختمات خواجگان

از تالیفات عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، محب الشیخ
الصادقین و اہل کشف و العارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی
الشہیر غلام قادر، بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

ایس معین الحق

دارالاسما: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، سیکٹر 9/1 G-9 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

فہرست مضامین

عکازہ در صلوات جنازہ و فاتحہ			خصومات خواجگان		
صفحہ	عنوان	صفحہ	صفحہ	عنوان	صفحہ
۱	مختصر تعارف مصنف	۳	۱۹	شتم خواجگان	۴۹
۲	عکازہ در صلوات جنازہ	۶	۲۰	حفظ (مفادلت) از ہرکات	۵۰
۳	مقدمہ	۸	۲۱	طریق خواجگان نقشند	۵۲
۴	مہبوق نماز جنازہ کا مسئلہ	۱۶	۲۲	طریق شتم قادریہ (کبیر)	۵۲
۵	مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے	۱۷	۲۳	طریق شتم صغیر نمونہ	۵۳
۶	قبر پر قبہ (سنگید) بنانا	۱۸	۲۴	طریق شتم خواجگان چشتیہ	۵۳
۷	غائبان نماز جنازہ کا مسئلہ	۲۰	۲۵	فوائد اسم اللہ شریف	۵۴
۸	زیارت قبور کا مسئلہ	۲۱	۲۶	فوائد آیہ الکرسی شریف	۵۸
۹	اعراس اولیاء اللہ	۲۲	۲۷	ذنیہ و آخرت کی بھلائی کے اعمال	۶۲
۱۰	قبر پوشی (چادر) اولیاء اللہ	۲۳	۲۸	شجرہ عالیہ چشتیہ	۷۵
۱۱	استقامت	۲۵	۲۹	نماز قضائے حاجات	۸۰
۱۲	تلقین میت	۲۶			
۱۳	قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا	۲۸			
۱۴	الطفال (بچے) مشرکین کا حال	۲۹			
۱۵	توبۃ الیاس مقبولہ	۳۰			
۱۶	اولی بالامامت کون ہے	۳۱			
۱۷	فاتحہ خوانی اور ضروری مسئلہ	۳۳			
۱۸	ترتیب نماز جنازہ	۴۱			

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : (۱) عکازہ در صلوات جنازہ و فاتحہ

(۲) خصومات خواجگان

مصنف : حضرت مولانا عبدالقادر قریشی، ہاشمی
الشہید غلام قادر بھٹیروی شملہ لاہوری قدس سرہ العزیز

صفحات : ۸۰

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت (بروکتب) : ۶۰ روپے

اشاعت : اوس

تاریخ اشاعت : دسمبر ۲۰۱۰ء

ناشر : فقیر ایس معین الحق (نواسہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ)

ملنے کا پتہ

دارالاسلام: مکان نمبر 917، سڑک 28، یکٹر G-9/1 اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

مختصر تعارف

فاضل اہل علم، عالم فطانت و معانی، عارف راستہ جانی، قلب و دواں، محبت اللہ و خلق، الصادقین،

اہل کشف و العارفین حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشیر نظام قادری بھیروی قم لاہوری قدس سرہ العزیز

برصغیر ہندو پاک میں اپنے دور کے اہل ترین عالم یا عمل، محدث اور مجتہد تھے آپ فتنہ ارتداد و کفر و کفریت کے خلاف سینہ سپر ہونے والے اولین مشائخ و علمائیں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۳۹ء میں شمالی پنجاب کے مشہور و معروف قصبے بھیرہ ضلع شہ پور حال ضلع سرگودھا میں ایک نہایت اعلیٰ قریشی ہاشمی خاندان میں ہوئی۔ آپ مقامی طور پر مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی صدر الدین صدر الصدور کی خدمت میں دینی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے اعلیٰ علمی روایات و اسناد کے ساتھ ہی عرصہ بعد ایک اہم افتخار فی مسئلے کی بنا پر آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد لاہور بھائی دروازہ کے اندر مشہور و معروف اونچی مسجد میں خصب مقرر ہوئے۔ اور جد ہی آپ کے علمی تبحر کا شہرہ شہر لاہور شریف سے نکل کر پورے پنجاب، سرحد اور برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ گیا۔

اسی اثناء میں سکھوں کے دور پر بریت سے آزاد ہونے والی مسجد بیگم شاہی واقع اندرون سستی دروازہ لاہور میں متولیہ صاحب کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے۔ اور مسجد کی تولیت سنبھال لی۔ جہاں آپ نے اپنے قیام کے دوران رُشد و ہدایت کے دریا بہائے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدین میں ایسے بڑے بڑے علماء فضلاء، گہری نقشبین اور صالحین شامل ہیں جو خلقت عامہ کے لئے بہت مفید اور بابرکت ثابت ہوئے۔ بالآخر ۱۹۰۹ء میں ۸ ربیع الاول ۱۳۲۷ء کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ چنانچہ اسی مسجد کے شمال میں واقع آپ کا مزار اقدس آج سو سال گزرنے کے بعد بھی ہجوم عاشقان اور اللہ پاک کی رحمتوں کے متقاضی اللہ والوں کے لئے مرکز رُشد و ہدایت ہے، جہاں سے ایک عالم فیض یاب ہوتا ہے۔

رضائے الہی سے آپ کی نرینہ اولاد آپ کے حیات میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی۔ ایک صاحبزادہ صاحب مکہ شریف تشریف لے گئے تھے۔ پھر ان کے متعلق ہنوز کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں۔

آپ میرے پرانا نا جان (یعنی میری والدہ محترمہ کے نانا جان) تھے۔ میں بھی ایک مدت تک اس خارزار دنیا میں یونہی وقت گزارتا رہا۔ بالآخر ۲۰۰۰ء میں اللہ کریم کا خاص فضل و کرم ہوا مجھے عمرہ شریف کی سعادت بابرکت حاصل ہوئی۔ اور آٹا ناٹا میری دنیا ہی بدل گئی۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنی زندگی انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ اور الحمد للہ ملی ذلک میں نے قرآن کریم کا ترجمہ ایک نہایت اچھے انداز میں کیا۔ جس کی نظیر شاید دنیا بھر میں کم ہوگی۔ یعنی کہ اول عربی آیات کریمہ۔ اس کے نیچے ان کا ترجمہ انگلش میں ٹرانس لٹریشن، پھر سامنے انگریزی ترجمہ اور پھر اردو ترجمہ۔ یہ قیام کام میں نے خود کیا، بغیر کسی کی امداد کے اللہ پاک کے فضل و کرم سے مکمل کیا اور اس میں میرے سات برس لگ گئے۔ اب پندرہ (۱۵) پارے شائع ہو چکے ہیں اور دوسرے پندرہ (۱۵) پاروں کو بھی جلد طبع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اسی اثناء میں میرے حضرت جی کی پیش قیمت تصانیف جو قریباً ناپید ہوتی جا رہی تھیں۔ انہیں دوبارہ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں دو کتب پہلے پیش خدمت کی جا چکی ہیں۔ اب اسی سلسلے کی دو مزید کتب ”عکازہ در صلوات جنازہ“ اور ”اختصاصات خواجگان“ پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم جاری و ساری رہا تو انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تاکہ موجودہ دور میں جو دینی اور قلبی نا آسودگی پھیل رہی ہے۔ اس ہار کی کور فح کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ کا عبد ضعیف اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا متوالہ و شہید انعام

فقیر امین معین الحق عفی عنہ

دارالاسلام: مکان نمبر 917، سٹریٹ 28، بیکسر 9/1-G، اسلام آباد پاکستان

فون: 0336-5509003

عکازہ در صلوات جنازہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الْمُبِيِّ الْمُسْمِيَةِ - وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
الَّذِيْ تَكَانَ عِنْدَ بَيْتٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ لَهُمْ صَوْتٌ
وَصِيَّتٌ اَمَّا بَعْدُ : پس باعث تالیف اس رسالہ کا یہی ہے کہ بعض علاقوں
میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ نیت نماز جنازہ کی کیسے پڑھی جائے کسی کا کہنا
تھا کہ مشہور و معروف نیت جو عوام الناس میں رائج ہے اور زبان زد عوام ہے
ہے اور کوئی خلل بھی اس میں نہیں سو یہ ہی مناسب ہے اور کسی کا کہنا ہے کہ
لفظ ثنا کا اس میں نہیں ہونا چاہیے کہ فقط لفظ صلوٰۃ ہی کافی ہے اور جو نیت کتب
فقہ میں درج کی گئی ہے یعنی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ اَنْ اُصَلِّیَ لَکَ وَاَدْعوُ
لِہٖذَ الصَّیَّتِ یَا تَوَّیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَاَدْعوُ لِہٖذَا لَمْ یَتَّ کَرْنِ
زیادہ مناسب ہے اور اس میں فضیلت یہ ہے کہ لفظ عربی کے ہیں چنانچہ اس
امر میں ایک استثنا نظر آیا جس پر چند اشخاص کے دستخط تھے اور بھی الفاظ
نیات مندرجہ کتاب فقہ کے لکھ کر تصحیح کی گئی تھی اور مضمون دستخطوں کا یہی تھا کہ
یہی سچ اور عمدہ ہے کہ اگر نیت صحیح ہے تو نماز بھی صحیح اور اگر نیت فاسد ہے تو
نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے ایک دفعہ اتفاقاً حسنہ سے اس فقیر کا مزور (گزر)

۱۔ (نیت کی مثل لے اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے چار تکبیر نماز جنازہ فرض کیا ہے،
ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے نور و واسطے حضور ﷺ کے اور دعا واسطے اس نیت کے کہ طرف تہذیب کے احکام پر)

ان قریات (دیہات) میں ہوا تو اس مسئلہ کا انتشار کیا گیا کہ یہ نیت عوام
الناس کی درست ہے یا نہیں ہے تو جواب دیا کہ یہ درست ہے اس میں کوئی
خلل نہیں ہے۔ بلکہ مناسب تو ہے کہ یہی نیت ہو کیونکہ نماز جنازہ میں ہمارا
اور شیعہ اور شافعیہ کا اختلاف ہے اہل سنت و جماعت چار تکبیریں کہتے ہیں
اور شیعہ پانچ یا زیادہ اور حنفی ثنا پڑھتے ہیں اور شافعیہ سورۃ فاتحہ پہ نیت قرأت
قرآن۔ پس بالضرور یہی انتشار صورت نماز جنازہ عند الحنفیہ چار تکبیر کے
علاوہ ثنا بھی کہنی چاہئے۔ چنانچہ سائل مصر ہوا کہ یہی لکھ دیا جاوے۔ اس فقیر
نے کہا کہ اگر ایک مختصر رسالہ اس نیت کا مع ضم و ضمیمہ دیگر فوائد چھپ جاوے
تو یہ عوام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ چنانچہ یہ بات قرار پا کر یہ رسالہ
عجلۃ الوقت تحریر ہوا۔

مقدمہ

محتضر یعنی قریب الموت شخص کو اس وقت زو قبلہ کرنا مستحب ہے اگر وہ پہلے ہی سے چٹ لینا ہوا ہے اور کروت پر لٹنا اس کو تکلیف دیتا ہے تو وہ چٹ ہی لینا رہے مگر اسے زو قبلہ ضرور کیا جاوے اور اس کا سر اونچا ہو اور پاؤں بلوئے قبلہ اور اگر وہ کروت پر لینا ہوا ہے تو کروت پر ہی لینا رہے فقط منہ کو زو قبلہ کر دیو یوں۔ چنانچہ تجہیز و تکفین میں تعمیل مسنون ہے اگر نیک ہے تو جلدی اپنی نیکی کو پہنچے گا اور اگر برا ہے تو تم کندھوں سے جلدی اس کو اتار دو۔ بہر کیف اس میں ایک مومن کی بہتری ہے محمول کی یا حامل کی جس بات میں کسی مومن کی بہتری ہو وہ مستحب ہے حدیث شریف میں ہے کہ **اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا هِيَ نَدَاةٌ** یعنی جلدی شیطان سے ہوتی ہے مگر تین جگہ۔ ایک تجہیز و تکفین میت کی ووم تزویج (شادی) باکرہ بالغہ کی جب کفو ملے اور سوم ادائے دین (قرض) میت، جب تک کہ وہ کندھوں پر ہوتا ہے۔ نیک ہو تو کہتا ہے **قَدْ مَوْلَىٰ**، **قَدْ مَوْلَىٰ** یعنی تم مجھے لے چلو لے چلو۔ اور اگر بد کردار ہو تو کہتا ہے **اَيْسَ تَذْهَبُوْنَ لِيْ** یعنی تم مجھے کہاں لئے جاتے ہو۔ یہ بات اس کی سوائے جن و انس کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور نماز جنازہ کے نمازیوں کی طرف سے میت کے واسطے شفاعت ہے رب العالمین

کے حضور میں اور شفاعت انہی لوگوں کے واسطے ہوتی ہے جن کے حق میں شفاعت کرنی اللہ تعالیٰ کو منظور و پسند ہو اور سوائے مومن کے کافر کی شفاعت عند اللہ ناپسند و نا منظور ہے۔ اسی واسطے نماز جنازہ کافر و مشرک کی ناجائز ہے۔ چونکہ مقصد برائے تحریر اس عبارت کا ہے جو عوام الناس میں عند شروع الجنازہ رائج ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا ہوا (**اَلْمَقْصُوْدُ**) نیت باتفاق علماء اہل سنت و جماعت ایک ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا واسطے اللہ تعالیٰ کے مخلص ہو۔ جس میں شک نہ ہو۔ اور یہی ارادہ قلبی صورت نیت کلی ہے۔ اور زبانی عبارت صرف برائے استحضار اس ارادہ کے ہیں۔ اور یہ ارادہ مختلف ہوتا ہے۔ باختلاف مختلف اشخاص بعضے لوگ بدون تلفظ لسانی کے استحضار صورت نماز کا کر کے مخلص بلکہ شروع کرتے ہیں اور اکثر عوام بلا تلفظ لسانی کے استحضار نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے علماء نے فرمایا۔ کہ زبانی نیت کرنی مستحب و مستحسن ہے۔ اور اگر زبانی نیت مخالف اصلی نیت قلبی کے ہو جاوے تو اس زبانی عبارت کا کوئی اعتبار نہیں اور لحاظ اسی ارادہ قلبی کا ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت نیت کرتے وقت عصر کا وقت زبان سے سرزد ہو جائے تو اس طرح اعتبار ظہر کا ہی ہوگا کہ وہ نماز پڑھنے والے کے دل میں تھا۔ درمختار میں ہے:

وَالْيَتِيَّةُ وَهِيَ اَرَادَةُ الْمُرْجَعَةِ لَا حَدِ الْمَسْأُوْبِيْنَ اَعْيَسَى اِرَادَةُ

الصَّلَاةُ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى الْخُلُوصِ وَالْمَعْبَرِ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ لِأَنَّهُ
كَلَامٌ لَا نِيَّةَ إِلَّا إِذَا عَجَزَ عَنْ احْقَارِهِ لَهُمُومٌ أَمَانَةٌ فِي كَفْيِهِ لِسَانُ
أَهْ وَالْتَفِظْ عِنْدَ الْإِرَادَةِ بِهَا مُسْتَحَبٌ هُوَ الْمُخْتَارُ وَقِيلَ سُنَّةٌ
يَعْنِي أَحِبُّهُ السَّلَفُ أَوْ سُنَّتُهُ عُلَمَاءُ قَبِيلٍ بِدْعَةٌ أَيْ حَسَنَةٌ وَفِي
الْمَحِيطِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَصْلِيَ لَكَ صَلَاةً كَذَا فَيُسَرِّهَا
لِي وَتَقْبَلَهَا مِنِّي

نیت ارادہ غالب کا نام ہے۔ کہ ارادہ نماز کا خالص خدا تعالیٰ کے
واسطے ہو اور معتبر اس میں دل کا کام ہے جو اس ارادہ کے لئے لازم ہے پس
زبانی عبارت کا اعتبار نہیں ہے۔ در صورتیکہ زبان مخالف دل کے ہو۔ کیونکہ
یہ عبارت کلام ہے نیت نہیں ہے۔ مگر جب کوئی شخص افکار کی وجہ سے نیت دلی
کرنے سے عاجز ہے۔ تو اس کے لئے نیت زبانی ہی کافی ہوگی۔ اور تلفظ عند
الارادہ مستحب ہے، اور یہی مختار مذہب ہے۔ اور بعض لوگوں نے اسے سنت
کہا ہے اور بعض لوگوں نے بدعت حسنہ یہ مستحب و سنت بمعنی مَا أَحَبَّهُ
السَّلَفُ اور سنت علماء ہے کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین سے یہ
عبارۃ زبانی منقول نہیں ہوئی اور محیط میں ہے کہ اس طرح کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اُرِیدُ اَنْ اُصَلِّیْ لَکَ اَرْحَ شامی میں ہے کہ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے
کہ تَوَلَّیْتُ یَا اَنُوٰی جیسا کہ رائج ہے۔ اور عام لوگ تلفظ (کہا) کرتے ہیں

کہ نہ چاہئے کہ یہ نیت علماء سے مشہور و منقول نہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ جب
عبارت زبانی ترجمہ اور عنوان اس ارادہ قلبی کا ہے تو اب شامی کا یہ کہنا کہ علماء
سے مشہور و منقول نہیں منظور (فیہ) ہے۔ بعض علما نے ایسا کہا اور بعض نے یہ
کمال دونوں کا ایک ہے۔ اور بہت واضح ہے کہ صلوٰۃ جنازہ بمعنی چار تکبیر و ثنا
صلوٰۃ و دُعا ہے۔ نہ صلوٰۃ متعارفہ بمعنی قرأت و رکوع و سجود و تشهد۔ بلکہ اکابر
مشائخ نے تصریح کی ہے۔ کہ یہ صلوٰۃ شفاعت احياء للمیت ہے۔ کنز
الدقائق میں ہے۔ وَهِيَ اَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ بِثَنَاءٍ بَعْدَ الْاُولٰی وَصَلَاةٌ
عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَدُعَاءٌ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ وَتَسْلِيمٌ
بَعْدَ الرَّابِعَةِ۔ یعنی نماز کی چار تکبیریں ہیں۔ ساتھ ثنا کے بعد تکبیر اولیٰ اور
درو و شریف کے بعد دوسرے کے اور دُعا کے بعد تیسرے کے اور دو سلام
کے بعد چہارم کے اور در مختار میں ہے۔ رُكْنُهَا شَيْئَانِ التَّكْبِيْرَاتُ
الْاَرْبَعُ وَالْقِيَامُ وَسُنَّتُهَا ثَلَاثُ التَّحْمِيْدُ وَالثَّنَاءُ وَالْدُّعَاءُ فِيْهَا يَعْنِي
رُكْنَ اس نماز کے دو علیحدہ چیزیں ہیں: ایک چار تکبیر، دوئم قیام (اگر عذر ہو تو
قیام ضروری نہیں) اور سنت تین ہیں: ایک تحمید، دوم ثنا، سوم دُعا۔ شامی
نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ تحمید و ثنا تو ایک ہی چیز ہے۔ اس سے تغایر
(فرق) مفہوم ہوتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ کہتا: اَلثَّنَاءُ وَالصَّلَاةُ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْدُّعَاءُ۔ اس مقام پر ایک اور

تعارض ہے محقق کمال الدین دُعا گو رکن صلوٰۃ کہتا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ علماء کہتے ہیں اِنَّ حَقِيقَتَهَا وَالْمَقْصُوْدُ مِنْهَا الدُّعَاءُ یعنی حقیقت اس کی اور مقصود از نماز جنازہ دُعا ہے صاحب درمختار اس کو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محیط میں ہے اَلدُّعَاءُ سُنَّةٌ یعنی دُعا سنت ہے۔ اور فقہانے لکھا ہے کہ اس نماز میں مسبوق (نماز میں بعد میں آکر ملنے والا) تکبیروں کی قضا کرے نہ دُعا کی اور چار تکبیر قائم مقام چار رکعت کے ہیں مگر شامی نے کمال الدین کی تائید کی ہے اور کہا کہ تمام نے تصریح کی ہے صَلَوَةُ الْجَنَازَةِ هِيَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ اِذَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنْهَا یعنی نماز جنازہ دُعا ہی ہے کیونکہ اس سے دُعا ہی مقصود ہے۔ اور مسبوق کے لئے دُعا کا پڑھنا اضطراباً باعث پڑھنی امام کے ساقط ہو گیا جیسا قرأت قرآن نماز و قنویہ میں ہے کہ رکن ہے۔ مگر بحالت امامت امام نے مقتدی سے خود اٹھالی ہے۔ چار تکبیر جو مذہب اہل سنت و جماعت کا ہی مؤید ہے ساتھ حدیث ناخ احادیث سابقہ کے یعنی اس نماز میں تکبیریں مختلف العدد وارد ہوئیں تین، ۳، چار، ۵، ۶، سات، ۷، آٹھ، ۸ لیکن آخری نماز جو حضور ﷺ نے نجاشی بادشاہ حبشہ پر پڑھی ہے اس میں صرف چار تکبیریں تھیں اور اس کے بعد اسی عدد پر عمل رہا تو پانچ تکبیریں منسوخ ہوئیں۔ اور یہی مذہب جمہور اہل سنت و جماعت کا ہے اور اسی واسطے چار تکبیریں زبان سے کہنی

مستحب ہوئیں اور اختلاف حنفیہ اور شافعیہ کے لفظ ثنا کا کہنا مستحسن کر دیا شافعی کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ قرأت کا پڑھنا بعد تکبیر اولے کے واجب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وجوب کوئی نہیں اگر بہ نیت ثناء پڑھے تو جائز ہے ورنہ مکروہ درمختار میں ہے۔ وَعَيْنَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةُ فِي الْأَوَّلَى وَعِنْدَنَا تَجَوُّزُ بَيِّنَةِ الدُّعَاءِ وَتَكْرَهُ بَيِّنَةِ الْقِرَاءَةِ لِعَدَمِ ثَبُوتِهَا فِيهَا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ فاتحہ تکبیر اولی کے بعد معین کی ہے۔ اور ہمارے یہاں بہ نیت دُعا جائز ہے اور بہ نیت قرآن مکروہ۔ کیونکہ قرأت فاتحہ کی حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئی۔ اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ جہراً (اوپنی آواز سے) پڑھی تھی اور فرمایا کہ یہ بات میں نے عدا کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ سنت ہے (یعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین) اور ہمارے علما نے فرمایا کہ حضرت عمرو ابن عمرو علی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہمارے موافق ہے امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہمارے موافق۔ اس مقام میں ملا علی قاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قائل انتخاب قرأت فاتحہ کا بہ نیت دُعا کے ہے تاکہ اختلاف احناف و شافعی کا دور ہو جاوے اور نماز اتفاقی (اتفاق کے ساتھ) ہو جاوے۔ مگر احناف مختلفین

نے کہا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا درست نہیں ہے۔ کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرأت فاتحہ بدون نیت القرآن جائز نہیں اور ہمارے یہاں اس نیت سے تحریم ہے پس صرف قرأت فاتحہ سے اتفاق مذہبن کا غیر منظور ہے اور علاوہ ہاذن مخالف جمہور کے ہے کہ سب کے نزدیک قرأت فاتحہ بہ نیت قرأت مکروہ تحریمہ ہو۔ اس بحث سے یہی نتیجہ نکلا کہ لفظ ثنا کا کہنا نہایت مستحسن ہے تاکہ اگر سورہ فاتحہ ہی پڑھی جاوے تو خیال ثنا کا ہی رہے ایسا نہ ہو کہ حسب العادۃ نماز و قلیہ قرأت فاتحہ بطور قرأت کے ہو جاوے۔ جن علما نے یہ نیت عوام کی اپنی کتابوں میں درج کی ہے اور زبانی عوام کو تعلیم دی ہے۔ عالی درجہ کے محقق مدقق تھے جزا ہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اور یقینی ہدایہ میں تفصیل لکھی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نیت عوام کی مستحسن ہے کیونکہ لفظ صلوٰۃ میں امتیاز از شیعہ وغیرہ نہیں ہو سکتا و ذکر فی البدائع الخ یعنی مذکور ہے کہ بعد تکبیر اولے کے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِعَمَدِهِ پڑھی اور محیط میں ہے کہ یہی ثناء روایت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور نیز بدائع میں ہے کہ طحاوی نے ذکر کیا کہ لَا اسْتَفْتَا فِيهِ یعنی ثناء اس میں نہیں لیکن نقل و عادت یہ ہے کہ سب نمازوں میں ثناء پڑھتے ہیں اور روضہ میں ثناء کی عبارت دوسری نقل کی ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي يُعْطِي الْخَلَائِقَ وَيُمْسِكُهَا وَهُوَ حَيٌّ قَيُّومٌ أَبَدِيٌّ لَا يَزُولُ أَمَدًا

سُبْحَانَ رَبِّكَ الْأَرْبَابِ وَمُسَبِّبِ الْأَسْبَابِ وَمَالِكِ الرَّقَابِ الْعَبَسِي عَنْ خَلْقِي الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط اور اگر فاتحہ بہ نیت دعا پڑھے تو جائز ہے اور ہمارے یہاں نماز جنازہ میں قرأت قرآن نہیں اور حضرت عمرو بن عبد الوہاب ہریرہ رضی اللہ عنہم از صحابہ کرام وعطاء طاؤس وسعيد بن المسيب وابن سيرين وابن جبير وشعبي وحكم ابن ابي عمير ومجاهد وحماد وثوري واما مالک قرأت فاتحہ کے نماز جنازہ میں قائل نہیں۔ اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و احمد رحمۃ اللہ علیہ واسحاق وابن واہوبہ فاتحہ فی الاولی پڑھتے تھے۔ اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فاتحہ تین بار پڑھی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر تکبیر میں اور یہی قول شہر بن حوشب کا ہے اور شمس الاممہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مشائخ مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ الحمد پڑھے جیسا کہ ظاہر روایت میں ہے اور بعضوں نے کہا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھیں جیسا کہ باقی نمازوں میں ہے۔ یہی روایت حسن کی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور دعائے استفتاح میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول میں ایک یہ کہ قرأت فاتحہ مسنون ہے دوم یہ کہ واجب ہے یہی قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دلیل ان کی یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: إِنَّهُ عَمَّ كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَقَرَأَ ابْنُ الْعَبَّاسِ الْفَاتِحَةَ وَجَهْرًا ثُمَّ قَالَ عَمَدًا فَعَلْتُ لِبَعْلَمَ أَنَّهُ سَنَنْتُهُ عَنِ حَضْرَتِ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ

پڑھتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پا آواز بلند پڑھی اور فرمایا کہ میں نے دانستہ پڑھی ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہی سنت ہے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں یہی قرأت بطریق ثانی ہے نہ کہ بطور قرأت ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی اسناد قوی نہیں ہے۔

انہما خلاصہ یہ کہ ثانی کا پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور ایسی خلافیت میں مصلیٰ (نمازی) کو ضرور لفظ ثانی کا کہنا چاہئے تاکہ نماز اس کی موافق اپنے مذہب کے ہو۔ اور باقی مذہب والوں سے امتیاز ہو۔ اور نیت عوام کی مجموعہ خانی صفحہ ۷۷ میں بھی لکھی ہے: نَوَيْتُ أَنْ أُؤَدِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ صَلَوةَ الْجَنَازَةِ الثَّنَاءَ لِلَّهِ تَعَالَى وَالِدَعَاءَ لِلهَلَّةِ النَّسِيبِ مُتَوَجِّهًا إِلَى جِهَةِ الْكُفَّةِ الشَّرِيفَةِ اور دیگر کتب مختصر میں بھی ہے ان کتب فارسی وغیرہ میں برائے تسہیل تفہیم عوام تراجم عبارت مجملہ کے لکھ دیتے ہیں تاکہ مطلب بخوبی ادا ہو جاوے۔

مسبق نماز جنازہ کا مسئلہ

جب کوئی نماز جنازہ کے ہوتے ہی آن کر شامل جماعت ہو اور امام کوئی تکبیر کہہ چکا ہو تو دیکھے کہ اگر تکبیر اولے کہہ چکا ہے تو عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوے اور عند امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ انتظار تکبیر ثانی کا کرے اور امام کے ساتھ تکبیر کہہ کر شامل ہو جائے۔

اور پہلی تکبیر کو بعد از فراغ امام قضا کرے پس اگر خوف اٹھالے جانے جنازہ کا ہے تو بلا ثانی تکبیر کہہ کر سلام کہے۔ اور اگر خوف اٹھانے کا نہیں ہے تو ثانی پڑھ کر سلام کہے اور اگر درمیان میں آکر شامل ہو تو با تفاق منتظر تکبیر کا رہے۔ اور تکبیرات فائیتہ (فوت شدہ) بعد از فراغ امام قضا کرے۔ اور اگر بعد از تکبیرات اربع قبل از سلام آوے۔ تو عند امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ فوراً شامل ہو جاوے اور تکبیرات فائیتہ قضا کرے اس پر فتویٰ ہے اور عند اطہر فین یعنی امام اعظم و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ شامل نہ ہووے۔

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے

کوئی اسے مکروہ تحریمہ کہتا ہے اور کوئی اسے مکروہ تنزیہ۔ پس اگر جنازہ داخل مسجد ہو تو با تفاق مکروہ ہے۔ اور اگر خارج از مسجد ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ مگر مختار یہی ہے کہ مکروہ ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ مَنْ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا صَلَوةَ لَهُ یعنی جو کوئی مسجد میں نماز جنازہ کی پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور روایت احمد و ابوداؤد میں ہے: فَلَا شَيْءَ لَهُ اور ابن ماجہ میں ہے: فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ اور ایک روایت میں ہے: فَلَا أَجْرَ لَهُ ابن عبد البر نے فَلَا شَيْءَ لَهُ کو صحیح لکھا ہے کلمہ فَلَا صَلَوةَ لَهُ کا برائے نفی کمال آتا ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلَوةَ

لِحَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ أَوْ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ میں نفی کمال ہے۔ ہاں اگر عذر بارش یا اعتکاف یا نجاست مکان بیرونی کا ہو تو نماز جنازہ مسجد میں مکروہ نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ نے جو نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی وہ باعث عذر اعتکاف کے تھی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ اولاً میری رائے جو از صلوة الجنائزہ فی المسجد کے تھی مگر میں نے آنحضرت ﷺ کو عالم رویا میں دیکھا تو حضور ﷺ نے نماز جنازہ کو مسجد میں منع فرما رہے ہیں پس میں اپنی رائے سے باز آ گیا کہ حضور ﷺ کا خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ رَأَى فَقْدَرَأْنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكُونِي یعنی جس نے مجھ کو دیکھا سو سچ دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ بھی وارو ہے فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔

قبر پر قبہ (گنبد) بنانا

در مختار میں ہے وَقِيلَ لَا تَبْنِ بِنَاءَ قَبْرِ بَنِي إِسْرَءِيلَ یعنی کہا گیا قبر پر بنا بنانا مکروہ نہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قبر پر بنا مکروہ ہے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَحْصِيصِ الْقُبُورِ وَأَنْ يَكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا۔

یعنی حضور ﷺ نے قبور پر چونہ لگانے اور ان پر لکھنے اور بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شامی میں ہے کتاب ادا میں ہے: غَنِ الْكِبْرِيِّ وَالْيَوْمِ اعْتَادَ وَالتَّسْيِيمُ بِاللَّيْلِ صَيَانَةٌ لِلْقَبْرِ عَنْ النَّيْشِ وَرَأَوْهُ حَسَنًا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنًا یعنی اب قبور کو اینٹوں کے ساتھ (پکا) کرنا اچھا ہے محافظت از نیش (کھودنے) سے عادت ہو گئی ہے اور اس کو اچھا جانتے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا جو چیز مسلمان پسند کریں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے اور ابو داؤد نے ہاسناد جید بیان کیا ہے کہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ حَجَرًا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَقَالَ أَلْعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ قَاتَ مِنْ أَهْلِي یعنی حضور ﷺ نے ایک پتھر اٹھا کر عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا اس سے نشان میرے بھائی کی قبر کا ظاہر ہوا اور اس کے پاس اپنے اہل میں سے جو مرے گا دفن کروں گا۔ شامی نے لکھا ہے کہ نبی وارد در حدیث جابر رضی اللہ عنہ محمول بر عدم حاجت یعنی حضور ﷺ نے تجھ میں و کتابت و بنا سے منع اس واسطے فرمایا کہ اس کی حاجت کچھ نہیں اب بعد انقضائے زمانہ شوکت اسلام کے جو بزور سیف و شان تھا شوکت اسلام کی حاجت بوجہ اعزاز مشاہد و معادور پیش ہوئے تو سلف و خلف نے اس بنا پر

مستحسن جانا جیسا کہ شامی نے بحوالہ جنازہ السراجیہ لکھا ہے: لَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ إِنْ أُحْتِجَ إِلَيْهَا حَتَّى لَا يَذْهَبَ الْاُثَرُ وَلَا يَمْتَهِنُ یعنی قبروں پر لکھنا مکروہ نہیں اگر حاجت اس کی ہوتا کہ نشان نہ جاتا رہے اور قبر ذلیل نہ ہو۔ پس روایت گراہت کی ان روایات سے مرجوع ہوئی اور روایت درمختار کی رائج و مختار ہوئی قطع نظر از تقریرات صدر جب روضہ مبارکہ حضور ﷺ کو اور قبے صحابہ کرام اور تابعین اور اولیا عظام کے دیکھے جاتے ہیں تو عظمت اسلام کی ہر موافق و مخالف کے دل میں بیٹھتی ہے اور سب نے اسی کو مستحسن جانا ہے سو عند اللہ بھی مستحسن ہے۔

میت غائب کے لئے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

اگر غائب کے لئے نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور ﷺ نہ فرماتے لَا يَمُوتُنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا أَذْنُوْنِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ رَحْمَةٌ لَهُ الْحَدِيثُ یعنی تم میں سے کوئی نہ مرے مگر مجھ کو اس کی اطلاع دو کہ میری نماز اس پر رحمت ہے۔ اور بہت اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فوت ہوئے کہ بڑے بڑے معزز قادری تھے اور کسی نے کسی پر غائبانہ نماز نہیں پڑھی۔ باوجود یہ کہ ان کی نماز کی تمنا از بس رکھتے تھے۔ اور نجاشی پر جو حضور ﷺ نے غائبانہ نماز پڑھی تھی سو وہ خصوصیت صرف حضور ﷺ کی تھی یا جبریل نے سر پر (جسم) نجاشی کا سامنے حضور ﷺ کے کر دیا تھا یا حجاب مابین کا اٹھایا گیا تھا یا

زمین طے کی گئی تھی جیسا کہ اولیاء اللہ کے سامنے زمین مشرق سے مغرب تک ایک قدم ہوتی ہے۔ اگر غائب پر نماز جائز ہوتی تو باقی صحابہ کرام کا معمول ہوتا حضور ﷺ عام ایسا ہی عمل کرتے۔ ایک عورت جو بلا اطلاع حضور ﷺ کے مدفون ہوئی تھی تو اس کی قبر پر جا کر حضور ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ اگر غائب نماز جنازہ جائز ہوتی تو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی۔

زیارت قبور مرد و زن کیلئے جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے

حضور ﷺ نے ہمیں فرمایا: يَا كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ إِلَّا قَزُورُوهَا۔ یعنی میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا، سنو! قبور کی زیارت کیا کرو۔ افضل ایام برائے زیارت جمعہ و شنبہ و درشنہ و ہفتشبہ ہیں محمد بن واسع نے کہا کہ موتی جمعہ اور جمعرات و شنبہ کے روز اپنے زائرین سے پچانے جاتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ شہداء اُحد کی قبور پر ہر سال کے آخر پر تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم بِمَا صَبَرْتُمْ فَيُعَمُّ عَقَبَ الدَّارِ شَامِي کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ زیارت قبور کی مستحب ہے اگرچہ دور ہوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ قریب و متزلزل عند اللہ ہیں اور زائرین کو نفع رسانی معارف و اسرار میں متفاوت ہیں سو ان کی زیارت کے واسطے جانا جائز اور مناسبت ہے اور حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثٍ مَسَاجِدَ کہ خاص مساجد کے ساتھ ہے

اس میں تذکرہ مزارات اولیاء اللہ کا کوئی نہیں تا کہ اس سے ممانعت کا مفہوم ہو جیسا کہ کسی نے سمجھا ہے۔ اور ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ منکرات و مفسد کے سبب زیارات کو نہ ترک کرے لَآئِ الْمَسْرَبَاتِ لَا تُشْرَكَ لِمِثْلِ ذَلِكَ یعنی عبادات کو اس بات سے متروک نہیں کیا جاتا اور حج کا اثر وہاں تو اظہر من الشمس ہے کہ وہاں اختلاف در حال و نہاء کا ہوتا ہے اور وہاں جانا عبادت ہے۔

اعراس اولیاء اللہ

شامی ہذا یہ سے ناقل ہے: وَفِيهَا مِنْ كِتَابِ إِلَا سِتْ حَسَنَ أَنْ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَمَنْ حَسَنًا یعنی اگر طعام فقراء کی خاطر پکاویں تو مستحسن اور مستحب ہے اور معراج میں طول طویل بیان کیا ہے اور دلائل علما سے واضح ہوتا ہے کہ اہل میت جو ضیافت عوام کی کرتے ہیں مکروہ ہے کہ ایسی ضیافات سرور کے واسطے ہیں نہ کہ شرور کے واسطے تو کراہت اس ضیافت کی ہے جو دنیا داروں کے لئے رچا و سمعہ کے واسطے ہوتی ہے اور فقرا کو ہنادیا جاتا ہے بیشک اس کی کراہت میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض اس مقام میں اعراس اہل اللہ سے ہے جو مختص بفقرا ہیں اور ایصال ثواب صدقات مالی اور بدنی جائز ہے۔ فِى الْبَحْرِ مِّنْ صَّامٍ أَوْ صَلَّى أَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَحْيَاءِ جَزَاءً وَيَصِلُ

ثَوَابُهَا إِلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ یعنی جو کوئی روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ دیوے اور ثواب اس کا دوسرے کے نام کر دیوے میت ہو یا زندہ تو جائز ہے اور ثواب اس کا پہنچتا ہے۔ پس صدقات و تبرکات از قسم طعام و شیرینی وغیرہ کا ثواب جو حاضر و موجود ہوں بدیہ اموات کا کرنا جائز ہوا تو اب اعراس اولیاء اللہ میں کیا وجہ ممانعت کی ہے۔ وجہ تسمیہ عرس یہی ہے کہ اولیاء اللہ کی موت عوام کی طرح نہیں ہوتی ہے جس سے ان کو مصیبت ہو بلکہ ان کو تو نہایت سرور ہوتا ہے الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ ہے اور حضور ﷺ بھی مرض الموت میں الرفیق الاعلیٰ ہی فرماتے رہے اور خوشی سے تشریف لے گئے اور قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شاہد ہے کہ عند الوفا ان کی زوجہ کہتی تھی واہ حزناہ وہ فرماتے تھے واطرباہ یعنی کتنی خوشی ہے۔ اور لَهُمُ الْبُشْرَى فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے مصداق ہیں پس اسی تاریخ پر عادیہ اس سرور کا ان کو ہوتا ہے تو اس صدقہ وغیرہ کا نام طعام عرس رکھا گیا نہ خرس جو طعام ولادت کا ہوتا ہے جیسا کہ نووی نے نقل کیا ہے فقط۔

قبر پوش قبور اولیاء اللہ

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی مرقہ مبارک کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا جو صحابی زیارت کو جاتے تھے ان سے اجازت لیتے

اور وہ خلاف مرقہ مقدس کا اٹھا کر زیارت کا اذن فرماتے تھے۔ اور پھول چڑھانے بھی جائز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ درخت کی لے کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا کہ جب تک یہ تازہ رہیں گی اور تسبیح کہتی رہیں گی اہل قبور کو تخفیف عذاب کی ہوگی اور روشنی برائے رفع ظلمت و سہولت آمد و رفت زائرین جائز ہے کہ جس چیز میں کسی مسلمان کا نفع ہو اور وہ چیز محرمات و مکروہات سے نہ ہو تو وہ چیز مستحب ہے اور علاوہ ہر اس عزت اسلام کی ہے کہ زائرین کی نگاہ میں جس طرح قبہ سے شوکت اسلام کی ہوتی ہے ویسے ہی روشنی سے بھی عزت اہل مرقہ کی دل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اسناد اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقہ مقدس واقع ہوئے اور وہاں شب کو روشنی بھی ہوتی ہے۔ اور بعدہ کل اہل اسلام چہ علماء و چہ اولیاء و سلاطین سب متفق ہوئے کہ صد ہا قنادیل قیمتی کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر لگائی گئی یہ نہایت درجہ کی فضیلت رکھتی ہے۔ الغرض معاملات اہل مدینہ کے جو بحضور مقدس نبوی کرتے چلے آئے ہیں سند قوی ہے فقط ۱۲

(نوٹ) چنانچہ اس زمانے میں تین روپیہ ہمار کی روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر ہوتی ہے۔ ۱۲

استقاط میت

استقاط میت جو قبل از صلوٰۃ جنازہ رائج ہے۔ اس میں بھی کچھ قباحت شرعی نہیں صدقات و تبرکات میں تو اہل سنت و جماعت کو اتفاق ہے لیکن اس استقاط میں جو قضائے حقوق اللہ میں حیلہ ہے بوجہ شرعی ہے یعنی عوض صلوٰۃ و صوم و فرائض و واجبات کے قرآن مجید اور کچھ نقد و جنس جن کا ثواب تو بجا ہے اور خور و بائیس جنس کی قیمت بہ معاوضہ ہر ایک نماز و صوم کے لئے تخمینہ کر کے چند سال کے واسطے ایک دفعہ ایک مفلس کو دیے جاویں اور پھر وہ مفلس اسی قدر مدت کی نماز روز و شب کے عوض دوسرے کا مالک کر دیویں حتیٰ کہ حساب تخمینہ کردہ پورا ہو جاوے اس میں اُمید ہے کہ یہی حیلہ منظور ہو جاوے نہ دینے سے بہر کیف دینا زیادہ مستحسن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامِ مَسْكِينٍ یعنی جن کو طاقت روزے کی نہ ہو طعام ایک مسکین کا فدیہ دیویں بیشک میت بروقت وفات عاجز ہو۔ اور طاقت صوم و صلوٰۃ کی نہیں رکھتا اور حیلہ شریعت میں مذموم بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا کہ تو نے اپنی زوجہ کو مارنے کی قسم کھائی تھی کہ سو (۱۰۰) لکڑی ماروں گا، اس لیے ایک سوتیلے کا جھارو لے کر اس کو مارو کہ تم اپنی قسم پوری کر لو۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خُذْ طَعْمًا

اضْرِبْ بِهِ وَلَا تَخْنُثْ لے کر ایک جھاڑو پس مارو ساتھ اس کے اور گنہگار نہ ہو۔ اس حیلہ اسقاط میں کوئی امر غیر مشروع بھی نہیں اور نہ قطعاً حکم ہے کہ سب عبادات اس کے ذمہ سے ادا ہو گئیں۔ صرف اُمید ہے اسی اُمید پر تلقین میت کے بعد از دفن مستحب ہے کہ بعد از دفن میت کو پکار کر کہا جائے کہ یا فلاں بن فلاں اذْکُرْ رَبَّكَ وَقُلْ رَبِّيَ اللَّهُ وَنَبِيَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِنَّمَا مِثِّي الْقُرْآنُ وَدِينِي الْإِسْلَامُ اے فلاں فلاں کے بیٹے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے نبی میرا محمد اور امام میرا قرآن شریف ہے اور دین میرا اسلام۔

(نوٹ) چنانچہ صورت اسقاط کی اور جواز اس کا شامی اور مراقی الفلاح میں ہے۔ ۱۲

تلقین میت

تلقین مختصر (مرنے والا) کی بالا جماع مستحب ہے اور وجوب میں اختلاف ہے بہر کیف دوستوں، برادران و ورثہ داروں کو لازم ہے کہ مختصر (مرنے والا) کے پاس تلقین کلمہ طیب کی کریں حضور ﷺ نے فرمایا ہے: لَقِّنُوا أَمْوَالَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ مُسْلِمٌ يَقُولُهَا عِنْدَ الْمَوْتِ إِلَّا أَنْجَسَهُ مِنَ النَّارِ اور مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ

الْجَنَّةُ یعنی جس کے آخر کلام طیب ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا مراد دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا گو بعد طول عذاب کے ہو۔ اور تلقین میت بعد از دفن مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے معتزلہ اس تلقین کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ احیاء بعد الموت عند المعتزلہ مستحیل (ناممکن) ہے۔ اور اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور لَقِّنُوا أَمْوَالَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یعنی تم اپنی میتوں کو تلقین کلمہ طیب کی کرو۔ محمول بر حقیقت ہے یعنی مراد از موت حقیقی موت ہے اور مختصر (مرنے والے) کو میت مجاز کہا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں زندہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ بہت احادیث میں وارد ہے اور حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بعد از دفن امر تلقین کا فرمایا کہ کہیں: يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اذْکُرْ دِينَكَ الَّذِي كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَأَنَّ لُبْعَثَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِالْكَعْبَةِ فَيْكَةً وَبِالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَانًا یعنی اے فلاں بن فلاں! اپنا دین یاد کر کہ جس پر تو تھا لا الہ الا اللہ کی اور محمد رسول اللہ کی اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور زندہ کرنا بعد مرنے کے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ

شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اٹھا دے گا۔ اور تحقیق تو راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے اور قرآن شریف کے امام ہونے سے اور کعبہ کے قبلہ ہونے سے اور مومنوں کے بھائی ہونے سے۔

قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا

واضح ہو کہ جن سے سوال نہیں ہوتا ان کی تلقین کرنی ضروری نہیں۔ بعضوں کو قول ہے کہ کل بنی آدم سے سوال ہوتا ہے حتیٰ کہ لڑکوں سے اور لڑکوں کو ایک فرشتہ تلقین کرتا ہے اور اس کو الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ اطفال کو الہام ربانی ہوا تھا جنہوں نے کلام کی تھی۔ ان کی تفصیل بڑی ہے مجملہ وہ اٹھارہ لڑکے ہیں۔ مگر حافظ ابن عبد البر نے بیان کیا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال مومن یا منافق سے ہی ہوتا ہے۔ جو منسوب بطرف قبلہ ہو یا دائیں ظاہر کلمہ شہادت اور کافر منکر سے نہیں ہوتا اور ابن حجر کا قول ہے کہ مکلف سے ہی ہوتا ہے اور کہا انبیاء اور صدیقین کو شہداء کو ممرابط فی سبیل اللہ یعنی اللہ کیلئے جہاد پر مستعد اور گھوڑا راہ خدا میں باندھنے والا اور مطعون یعنی وبا میں مرنے والا اور میت فی ذمۃ الطاعون بغیر الطاعون یعنی ایام وبا میں بغیر مرض وبا کے مرنے والا جب صابر طالب ثواب مرے اور اطفال مومنین کے اور یوم الجمعہ شہداء جمعرات میں مرنے والا

اور ہر رات بلا تاخیر سورۃ الملک (تَبٰرَكَ الَّذِیْ) کا قاری اور مرض الموت میں سورہ اخلاص کا قاری ملے (ان سب سے سوال نہیں ہوتا فقط)

اطفال (بچے) مشرکین کا کیا حال ہے

ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کوئی ان کو ناری کہتا ہے اور کوئی جنتی اور امام ابو حنیفہ وغیرہ اس میں توقف فرماتے ہیں اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ علیہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بدون گناہ کے عذاب نہیں دیتا۔ اور ابو البرکات نسفی نے روایت توقف کو ضعیف لکھا ہے اور کہا کہ صحیح روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ اطفال مشرکین مشیت الہی میں ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: اللہ اعلم بما کانوا عاصِلِیْنَ یعنی خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ اور امام محمد کی دلیل یہ حدیث ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلٰی الْفِطْرَةِ جو بھی لڑکا ہے وہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور مزید اقوال ضعیفہ بھی ہیں جن کے ذکر سے بات لمبی ہوتی ہے۔ اور مرتے وقت معاذ اللہ جس سے کلمات کفر سرزد ہو جاویں اس کے حق میں مغفرت طلب کی جائے اور تجہیز و تکفین وغیرہ اہل اسلام جیسی کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ کلمات مدہوشی اور زوال عقل کے وقت سرزد ہوئے ہیں اور الم موت بہت بڑا ہے اور قنہ شیطان کا بھی اس کی عقل بگاڑ دیتا ہے۔ اور وہ وقت امداد میت کے لئے بڑے اہم ہیں۔ ایک وقت موت کا کہ شیطان

اپنے فزیات لے کر میت کے بزرگوں اور دوستوں کی صورت بن کر اس کے پاس آتا ہے اور اسے فتنہ میں ڈالتا ہے۔ دووم بعد از دفن فرشتے صورت مہیب میں آکر اس کا امتحان لیتے ہیں پس دونوں وقت میں اس کی تلقین ضروری ہے جس کو حضور ﷺ نے فِتْنَةُ الْمَصْحَبِ وَالْمَصَمَاتِ فرمایا اور اس سے پناہ مانگی ہے۔ یعنی تعلیم امت کو فرمائی ہے کہ اپنی دعا میں لوگ ان دونوں وقتوں کے فتنہ سے پناہ مانگیں۔

توبۃ الیاس مقبولة

بعض کا قول ہے کہ توبہ یاس کی مقبول ہے شایمان یاس اور بعض کا قول ہے کہ توبہ بھی نامقبول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ وَلَیْسَ بِالتَّوْبَةِ فِی فِاسِقٍ وَكَافِرٍ بَرَّ فَرَمَائے ہیں کہ قبل از موت توبہ مقبول ہو اور موت کے وقت توبہ نامقبول۔ محققین نے وجہ یہی نکالی ہے کہ قرب موت مانع از قبول توبہ نہیں بلکہ مشاہدۃ الالہ وال و تکالیف جو اس وقت ہوتے ہیں تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ اب موت آئی اور توبہ میں بیقرار و مضطر ہو جاتا ہے توبہ مقبولہ وہی ہوتی ہے جو بالا اختیار ہو اور اس وقت اختیار مسلوب ہے اور تقسیم عزم کہ آئندہ نہ کروں گا رکن توبہ کا ہے وہ اس جگہ مفقود ہے۔ مگر بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ توبہ یاس کی مقبول ہے۔ کیونکہ کافر اجنبی ہے عارف باللہ نہیں ہے اب وہ ایمان لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا عرفان پیدا کرتا ہے۔ اور

فاسق عارف باللہ تھا اور توبہ سے مراد بقاء علی الایمان والعرفان ہے یہی آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور یہی توبہ مطلق ہے یہی مذہب ماترید یہ کا ہے۔ اور پہلا مذہب عام اشاعرہ و معتزلہ و سنیہ مالکیہ و شافعیہ و حنفیہ کا حدیث ابوداؤد کی ہے: قُلْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ الْعَبِيدِ مَا لَمْ يَغْيَرْ غَيْرًا بِطَلَاقٍ بِطَلَاقٍ مانع قبولیت توبہ مطلق کی ہے خواہ فاسق ہو یا کافر، خلاصہ کلام یہی ہے کہ بالاتفاق ایمان یاس تو نامقبول ہے اور توبہ معاصی کے متعلق اختلاف ہے مگر امید یہی ہے کہ توبہ معاصی باعث عزت ایمان کی مقبول ہے۔ ۱۲

اولی بالامامة نماز جنازہ میں کون ہے

اولی سلطان ہے۔ بعدہ نائب۔ اس کے بعدہ قاضی بعدہ امام الحکی بشرط افضلیت از ولی میت۔ اگر ولی افضل ہے تو امام الحکی سے مقدم ہے۔ اب اس زمانہ میں سلطان و نائب اور قاضی وغیرہ مفقود ہیں۔ لہذا امام الحکی اور ولی میں سے تفضیل جس کو ہو وہی مقدم ہے۔ اور امام الجمعہ کو امام الحکی پر بعض اصحاب نے مقدم لکھا ہے۔ یہ تقدیم وہاں ہوگی۔ جہاں جمعہ باذن سلطان یا نائب قائم کیا جاتا ہے۔ اور امام الجمعہ سلطان کی طرف سے مقرر ہے۔ اس ملک میں وہ بھی مفقود ہے ان میں سے اگر اولی بالامامة دوسرے

کو اذن امام کا دیوے تو وہی امام بنایا جاوے گا۔ اگر غیر مقدم بلا اذن مقدم کے نماز پڑھاوے تو ولی یعنی جس کو حق تقدیم ہے اعادہ نماز کا کرے گا۔ اس سلسلے میں علما کا آپس میں نزاع ہے۔ کہ اعادہ حق ولی میت ہی کا ہے یا عام ہر اولی بالامامت کا۔ لیکن یہ نزاع اس ملک میں فضول ہے۔ کیونکہ اس ملک میں نہ سلطان ہے نہ نائب وقاضی صرف نزاع امام الٰہی و ولی کی ہے۔ سو ولی بہر کیف مقدم ہے۔ کیونکہ تقدیم ولی کی واجب ہے اور تقدیم امام الٰہی مستحب، اعادہ صلوٰۃ ترک واجب سے ہی ہوتی ہے، نہ کہ ترک مستحب سے۔ واللہ اعلم۔ هذا ملحقہ من رد المختار المشہور بالشام۔
الامام شاء الله تعالى والله يقول الحق ويهدي سواء السبيل۔
مولفہ بعد العباد والی المودر المستقر الی اللہ الغفر غلام قادر عفی عنہ

فاتحہ خوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ
یہی مسئلہ اہل سنت و جماعت کا کثیر الوقوع تھا۔ اور عوام الناس دیہات و قریات میں مخالفین کو کتابیں احادیث کی نہ دکھا سکتے تھے۔ اور اکثر لوگ ظاہر اقوال معتزلہ سے لاجواب ہو کر محتاج کتاب و تحریر فوائے کے ہوتے۔
لہذا اس احقر العباد نے حسبہ للہ و رَسُوْلہ و مَرَّ صَاقًا لَا رَوَاجَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَوَّلِيَّاءِ اللہ یہ مسئلہ بحوالہ کتب لکھا خدائے کریم قبول فرماوے۔

سوال۔ صدقات مالی جیسے طعام و شیرینی پھل و پھول اور عبادت بدنی جیسے کلمہ، درود، اذکار، نماز، روزہ اور ختم قرآن شریف ان کا ثواب موتے (فوت ہونے والے) کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ صدقات مالی کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے اور معتزلہ اس کے منکر ہیں اور عبادات بدنی کا ثواب بھی پہنچتا ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ اس کے منکر ہیں۔ حنفیہ کرام کے نزدیک جمیع صدقات و عبادات کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے دار قطنی میں ہے کہ اِنَّ رَجُلًا سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لِي أَبَوَانِ هُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ لِي بِيَرِّ
هِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ أَنْ تُصَلِّيَ لَهَا مَعَ صَلَوَتِكَ وَأَنْ تُصَوِّمَ لَهُمَا
مَعَ صِيَامِكَ۔ ایک شخص نے حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت شریف
میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں
سلوک کیا کرتا تھا اب بعد وفات کے کس طرح کروں فرمایا سلوک بعد
وفات کے یہی ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھا کرو اور
اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھا کرو اور نیز وار قطنی میں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ إِنْ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّةٍ ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أَعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ لِعَدَدِ
الْأَمْوَاتِ یعنی جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرے اور قل شریف گیارہ
دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب موتے کو بخشے گا اسی قدر اس کو ثواب اللہ تعالیٰ کی
طرف سے دیا جاوے گا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اَنَا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا
وَنُحِجُّ عَنْهُمَا وَنَدْعُو لَهُمَا فَهَلْ يَصِلُ ذَلِكَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ نَعَمْ إِنَّهُ
يَصِلُ إِلَيْهِمَا وَيَفْرَحُونَ بِهِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّيِّبِ إِذَا أَهْدِيَ

إِلَيْهِ رَوَاهُ ابُو حَفْصٍ الْبَكْرِيُّ یعنی ہم اپنے موتے کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں
اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا مانگتے ہیں کیا یہ ان کو
پہنچتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے ہی خوش
ہوتے ہیں جیسا کہ کسی کے پاس ایک طشت تھوڑا سا تھا اس کا پیش کیا جاوے تو
وہ خوش ہوتا ہے۔ اور ابو داؤد میں معقل ابن یسار سے مروی ہے قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ وَاعْلَى مَوْتَاكُمْ سُورَةَ يَسٍ
یعنی تم اپنے موتے (مرنے والے) پر سورہ یس پڑھا کرو اور اجماع مسنین
حریم شریفین میں سے چلا آتا ہے کہ سب اہل اسلام صالحین جمع ہو کر قرآن
شریف پڑھتے ہیں اور ثواب اس کا موتے کو بخش دیتے ہیں اور معقرلہ کی
دلیل یہ ہے: وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى الا یہ یعنی آدمی کے
واسطے وہی ہے جو کچھ اس نے خود کوشش کی۔ معقرلہ کا قول ہے کہ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ ہر اپنی کوشش کے دوسرے کی کوشش کچھ مفید نہیں حنفیہ کرام
ان کی اس دلیل کے آٹھ جواب دیتے ہیں۔

اول عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ بالا اس آیت کے ساتھ
منسوخ ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ یعنی جو لوگ ایمان لائے
ہیں اور ان کی اولاد ایمان میں ان کے تابع ہوئی تو ہم ان کو اسکے ساتھ ملا

دیں گے اور اس کے عملوں سے کچھ نقصان نہ کریں گے۔

دوم یہ کہ آیت اول کا مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ساتھ مختص ہے یعنی صحف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام میں یہی ہے کہ **أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ**۔ وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ترجمہ کوئی نفس دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہیں اور آدمی کے واسطے بجز اپنی سعی کوشش کے کچھ نہیں۔ یعنی اُمم ماضیہ کے واسطے یہی حکم تھا کہ ہر ایک شخص اپنے اعمال کا پابند و مقید ہے۔ اور اس امت مرحومہ کے واسطے اپنے اپنے اعمال بھی ہیں اور دوسروں کے اعمال کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔

سوم ربیع بن انس نے کہا کہ آیت اول میں مراد انسان کافر کے لئے دوسرے کا عمل کچھ مفید نہیں ہوتا بخلاف مومن کے کہ دوسروں کے اعمال کا ثواب بطریق افضل اس کو پہنچتا ہے۔

چشم ابوبکر و ارق نے فرمایا کہ ماسعی کے معنی مانوائے کے ہیں۔ یعنی مومن کو اپنی نیت کے مطابق جزا ملتی ہے حدیث شریف میں وارد ہے: **إِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ** یعنی آدمی کے واسطے وہی ہے جو کچھ اس نے نیت کی ہے۔

ششم ابواسحاق ثعالبی نے کہا ہے کہ **لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ** کے یہی معانی ہیں کہ کافر کو دنیا میں اس کے اعمال کی جزا مل جاتی ہے اور عقبی میں

اس کے لئے کچھ نہیں رہتا۔

ہفتم یہ کہ لام للانسان میں بمعانی علی ہے جیسا کہ وان آسأتُمْ فَلَهَا الْآيَةُ میں ہے یعنی آدمی پر دوسرے کے گناہ کا عذاب نہیں ہوتا۔

ہشتم یہ کہ **وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ** کے معنی ہیں کہ اسباب اعمال کے بہت ہیں گا ہے انسان خود عمل کرتا ہے۔ اور گا ہے سبب اعمال کے سعی کرتا ہے یعنی بیٹا اور دوست بناتا ہے کہ اس سبب سے وہ لوگ اس کے لئے عمل کرتے ہیں اور گا ہے خدمت والدین، اولاد اور بندگان خدا کی کرتا ہے کہ اس سبب سے وہ مستحق ثواب ان کے اعمال کا ہوتا ہے یہی سبب کچھ ابن جوزی نے بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبش (زمینڈھے) قربانی فرماتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسرا مومنین امت کی طرف سے۔ اس حدیث کو جماعت صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ثواب صدقات کا دوسرے مومن کو بخشا خواہ وہ مردہ ہو خواہ زندہ مسنون ہے اور سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فأتی الصّدقۃ افضل فقال الماء فحفر بسر فقال هذا لام سعد۔ رواہ ابو داؤد یعنی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اب کون سا صدقہ

اس کے لئے افضل ہے آپ نے فرمایا کہ یانی۔ پس میں نے کنواں کھدوا کر
 کہا یہ کنواں اُم سعد کے لئے ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ طعام وغیرہ
 سامنے رکھ کر اگر کہا جاوے کہ یہ فلا نے موتے (فوت ہونے والے) کے
 واسطے ہے تو جائز ہے اور اس میں اتباع صحابہ کرام کا ہے اور حدیث شریف
 میں وارد ہے: الدَّعَاءُ يُرَدُّ الْبَلَاءَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ یعنی
 دعا بلا کو رد کرتی ہے اور صدقہ خدا کے غضب کو فرو کرتا ہے اور نیز وارد ہے کہ
 عالم و شاعر اگر کسی گاؤں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں
 کے قبرستان کا عذاب چالیس دن تک معاف فرما دیتا ہے۔

سوال۔ دُعا میں ہاتھ اٹھانے کیسے ہیں؟

جواب۔ منون ہے جیسا کہ مالک بن یسار سے مروی ہے: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِطُورِ الْكَفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا قَرَعْتُمْ فَاَسْأَلُوا بِهَا وَجُوهَكُمْ ابوداؤد وراوی ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ سوال کیا کرو۔ اور ہاتھوں کی پیٹھ سے سوال مت کیا کرو پس جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ اپنے چہرے پر ملا کرو۔ اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت سے مت سوال کرو پس جب تم دعا سے فارغ ہو تو ہاتھ منہ پر ملا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو بغیر چہرہ پر ملنے کے نیچے نہ کرتے تھے۔ عن عمر قال كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَخْفِضْهُمَا حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ تَرْمِذِيٌّ اور سلمان سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ تمہارا رب حیا دار اور کریم ہے وہ اپنے بندہ سے بہت حیا فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھادے تو ان کو خالی رو کرے وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِنْ يَرُودُهُمَا صُفْرًا تَرْمِذِيٌّ وابوداؤد سے روایت ہے السَّهْقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ اور نیز انس بن مالک اور سہیل بن عبد اللہ اور سائب بن یزید عن نرید اور عکرمہ عن ابن عباس سے روایات ہیں کہ آنحضرت ﷺ دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بعد فراغ کے چہرہ پر ملتے تھے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ہر دعا میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی سینے سے بلند کرتے اور کبھی سینہ کے برابر رکھتے تھے۔ (کہ ہر دعا میں ہاتھ سینے سے بلند کرنے کی بات ہے) جیسا کہ دعا کے استعاذ میں

آپ ﷺ ہاتھ بہت بلند کرتے تھے اور ہاتھوں کی پشت اوپر کو کرتے تھے اور باقی دعاؤں میں ہاتھ سینے کے برابر اور ہتھیلیوں کو اوپر رکھتے تھے۔ الغرض فاتحہ خوانی و ختم قرآن شریف و ایصالِ ثواب صدقات و نذور کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے یعنی جیسا کہ اہل اسلام میں مروج ہے یہ سب مسنون ہے اور ایصالِ ثواب کا بھی سوال ہوتا ہے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں روح کو پہنچائیں اور بموجب حدیث مذکور مسلمان کی جس دعا میں اجابت و قبول و منظور ہو بالضرور اس میں ہاتھ اٹھاوے کہ حسبِ فوائد حدیث نبوی خداوند کریم اپنے کرم سے بندہ کے ہاتھ خالی رد نہیں کریں گے اور نہ کرتے ہیں۔

مسئلہ: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کان رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُهُمْ اِذَا اُخْرِجُوا اِلَى الْمَقَابِرِ يَقُولُوا اَلْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی حضرت رسول کریم ﷺ ان کو تعلیم فرماتے تھے۔ جب قبرستان کی طرف جاویں تو کہیں: السلام علیکم اے اہل قبور، مومنو، مسلمانو! تم ہمارے آگے ہو انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ موتے کو خطاب کرنا درست ہے اور بروقت زیارۃ کے سلام کہنا مسنون ہے۔ اور تفسیر عزیزی میں بذیل وَیَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے لکھا ہے یعنی

وہاں رسول شہید گواہ زیرِ اکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین امت خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و جا ہے کہ ہذا از ترقی باز ماندہ است کدام ست پس او سے شناسد گناہان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا اخلاص شمارا و نفاق شمارا ترجمہ یعنی رسول کریم ﷺ تمہارے تم پر گواہ ہوئے کیونکہ وہ نور نبوت کے ذریعے سے آگاہ ہیں، ہر دیندار کے رتبہ سے کہ وہ دین کے کس درجہ میں پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ پردہ کہ جس کے سبب وہ شخص ترقی سے رک گیا ہے کون سا ہے پس حضور ﷺ جانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے درجوں کو اور تمہارے نیک اور بد عملوں کو، تمہارے اخلاص و نفاق کو فقط۔

ترتیب نماز جنازہ

اول تکبیر افتتاح کہہ کر اخیر تک پڑھے۔ دوسری تکبیر کے بعد دُرود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَائِلَتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَاَنْشَأْنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶)

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام دیوے نیت ہر دو سلام میں ان لوگوں اور میت کی کمرے

جو اس کے داہنے بائیں ایستادہ ہیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں اور مجنون یعنی بیہوش کے واسطے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو پڑھ لے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے ساتھ جانا نفلوں سے بہتر ہے اور غسل کی جگہ مخفی ہونی چاہے ہر کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اگر میت میں کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: اَذْكُرُوْهُمُ حَسَنَ مَّوْتِهِمْ وَكُفُّوْا عَنْ مُسَاوِيْهِمْ یعنی تم اپنے موتے کے محاسن بیان کرو اور ان کی بدیوں سے زبان کو روکو اور میت کا اعلان جائز ہے اگر کوئی بزرگ دین فوت ہوئے تو تشہیر اور مناد کا مناسب ہے جس قدر نمازی جمع ہوں گے تو موجب شفاعت کثیر کا ہوگا اس کا حق ادا کریں گے۔

مسئلہ۔ تعزیت میت کی مسنون ہے حدیث شریف میں ہے: اِنَّ تَعْزِيَتِيْ اَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ لَّبَسَهُ اللّٰهُ مِنْ حَلْلِ الْكُرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَہ اور حضور ﷺ نے فرمایا: غَوِيْ مَصَابَا قَلَّةٌ مِّثْلُ اَجْرِهِ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی جو کوئی اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لباس کرامت کا قیامت کے دن پہنائے گا اور کسی

مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے اس کو اجر مصیبت والے جیسا ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کی تعزیت فرمائی یہی فرمایا کہ اعظم اللہ اجرک یعنی خدا تعالیٰ تیرا اجر زیادہ کرے۔ اور تعزیت کفار کی نہیں کرنی چاہئے جیسے کہ رواج کفار کا ہے کہ مردے کی نسبت ایسی باتیں کرنی جو اس میں نہیں ہوتیں۔

مسئلہ۔ پانی چھڑکنا قبر پر مستحب ہے کیونکہ حضور ﷺ نے سعید رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکوا یا جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر بھی چھڑکا جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑکنے کا حکم فرمایا جیسا کہ بزار نے روایت کیا پس جو روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے ہیں کہ انہوں نے مکروہ سمجھا ہے وہ روایت غلط ہے۔ قبر کو مسنم کرنا چاہئے یعنی کوہان شتر کی طرح اور مربع کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ۔ اقرباء و ہمسایوں کو مستحب ہے کہ میت والوں کو کھانا پکا کر پہنچا دیں۔ جب خبر شہادت حضرت جعفر طیارہ رضی اللہ عنہ کی آئی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ آل جعفر رضی اللہ عنہم کے واسطے طعام پکاؤ کہ وہ آج اپنے شغل میں ہیں جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ اور میت والوں کی ضیافت

طعام کی کھانی لوگوں کو مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ ضیافت شرع میں خوشی کے واسطے بنی ہے نہ کہ غموں کے واسطے۔ یہ بدعت بری ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل میت کے پاس اثبہ کرنا اور ان کی روٹی کھانا رسم جاہلیت کی جانتے تھے یہ رسوم ضیافات کی رواج پانگئی ہیں۔ یہ سب ریاکاری ہے خدا کے واسطے کوئی نہیں کرتا۔

مسئلہ۔ تعزیت کے واسطے بیٹھنا مسجد میں یا گھر میں بعضوں نے جائز لکھا ہے اور بعضوں نے ناجائز۔ لیکن ناجائز کی روایت زیادہ ہے۔ تعزیت کے واسطے راستے میں بیٹھنا سب نے برا لکھا ہے۔ اور تعزیت کے وقت یہ لفظ کہے: اَعْظَمَ اللَّهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ اور زیارت قبر کے وقت یہ لفظ کہے: السَّلامُ عَلَيْكُمْ يَا ذَا رِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقُّونَ یعنی سلام ہو تم پر اے قبروں والو اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ اور ادب قبر کا ایسا کرے جیسا کہ زندگی میں اس قبر والے کا کرتا تھا اور سنت زیارت میں اس طرح ہے کہ کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ میت کے پاؤں کی طرف سے آوے، سر کی طرف سے نہ آوے کہ سر کی طرف آنے سے میت کو نگاہ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا کھڑا ہو کہ میت کی نگاہ سے اس کی نگاہ ملے۔ پھر کھڑا ہو کر دُعا کرے۔ جب تھک جاوے اتنا دور بیٹھے جیسا کہ زندگی میں اس سے دور بیٹھتا تھا اور سورۃ یٰسین

پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبروں والوں کے اس دن کے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ قبروں والوں کے شمار اس کو نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر سورۃ یٰسین یاد نہ ہو تو قل شریف والحمد والہم مفلحون تک پڑھے اور آیت الکرسی والہم الرسول وتبارک الذی اور سورۃ الکواثر (إِنَّا أَعْطَيْنَا) اور قل شریف تین دفعہ یا گیارہ دفعہ پڑھے اور ثواب ان کا میت کو بخشے اور کہے: اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ هَذِهِ السُّورِ اِلٰی فُلَانٍ۔

مسئلہ۔ جس میت کی اولاد نابالغ رہ جائے اس کے گھر کا کھانا حرام ہوتا ہے اس واسطے کہ ترکہ میت کا حق نابالغوں کا ہے اور نابالغوں کا مال خواہ فقراء کو دینا چاہیں یا امرا کو کھلانا چاہیں سب ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ قبر پر چلنا اور بیٹھنا یا پاس سونا مکروہ ہے اگر چلتے چلتے قرآن مجید یا تسبیح و تہلیل پڑھتا جاوے تو بعض نے مکروہ نہیں جانا۔ غرض مقبرہ میں قرأت کلام اللہ شریف کی سب کراہت کو رفع کر دیتی ہے۔

مسئلہ۔ مقبرہ سے درخت اور گھاس تر کاٹنے ناجائز ہیں کیونکہ نباتات تازہ تسبیح کرتی ہیں اور موجب نزول رحمت باری تعالیٰ کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ خرما کی لے کر اور چیر کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی تخفیف عذاب کی جارہی ہوگی تر درخت یا گھاس کی تسبیح بہ نسبت خشک کے زیادہ ہے۔ ورنہ خشک درخت اور گھاس بھی تسبیح کرتے ہیں۔ اور جو بونایا

گھاس خود و قبر پر پیدا ہووے اس کا کاٹنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ وہ حق میت کا ہے اس کو کاٹنے میں میت کی حق تلفی ہوتی ہے اور کاٹنے والے سے میت اپنا حق طلب کرے گا۔ جیسے دیگر حقوق واجب الطلب ہوتے ہیں ویسا ہی یہ بھی ہے۔ اور حضور ﷺ کے شاخ کے کہنے سے واضح ہوا کہ قبروں پر پھول و برگ و تازہ گھاس قسم قسم کا رکھنا موجب تخفیف عذاب میت کا ہے اور مستحب ہے اور شامی کہتا ہے کہ مالکیہ نے اس فعل کو خاصہ حضور ﷺ کا جانا۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ دلیل سے واضح ہو گیا ہے کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور تسبیح موجب نزول رحمت کی ہے اور میت کو تسبیح کرنے والے کے ساتھ انس ہوتا ہے۔ اور رحمت سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ۔ جنازہ کے اٹھانے کے واسطے چار آدمی مسنون ہیں۔ واسطے تعظیم میت کے اور واسطے تخفیف بوجھ اور واسطے پرہیز کرنے کے تسبیح سے ساتھ اٹھانے صندوق وغیرہ کے۔ اور میت صغیر ہو تو ایک شخص دو ہاتھ پر اٹھائے جب وہ تھک جائے تو نوبت دار دوسرے لیتے جائیں۔ اور ہر ایک حامل چالیس قدم اٹھائیں۔ اول میت کا داہنا پہلو اپنی دائیں دوش پر اٹھائے پھر پائنتی دینی اپنے دوش دائیں پر اٹھائے پھر بائیں طرف جنازہ کی اپنی بائیں دوش پر اٹھا دے پھر بائیں پائنتی بائیں دوش پر اٹھائے۔ یہ چاروں دس دس قدم اٹھائیں تو چالیس ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے

کو چالیس قدم اٹھائے تو چالیس گناہ گمیرہ کا اس سے کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص چاروں طرف جنازہ کو اٹھا دے اللہ تعالیٰ اس کے بوجھ کو اتار دیتے ہیں اور یاد از بلند سے ذکر کرنا یا قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ سب خاموش رہیں اور یہی کلمہ کہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے کہ ہر زندہ مرے گا۔ یا مثل اس کے جنازہ کے پیچھے کہنا بدعت ہے اور عورتوں کا جنازے کے پیچھے جانا مکروہ ہے۔ آدمی اگر زبان سے منع نہیں کر سکتا تو دل سے برا جانے۔ اور قبر نصف قد آدمی کے برابر ہو یا سینے تک اس سے کم نہ ہو اور اگر زیادہ گہری کھودی جائے تو بہتر ہے۔ حضور ﷺ اپنے فرزند ابراہیم کی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا اس میں پتھر گرا پڑا ہے آپ ﷺ نے اس کو درست کر کے رکھا اور فرمایا جو کوئی کام کرے تو پکا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہواؤں کا چلنا، مینہ کا برسنا مومن کی قبر پر اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

مسئلہ۔ اپنے گھر میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے۔ اپنے گھر میں دفن کرنا صرف خاصہ پیغمبروں کا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا چاہئے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

الحمد لله القاهر على عباده الغافر که دریں ایام تبرک التیام رسالہ عجائبه

ختمات خواجگان

از تالیفات عالم حقائق و معانی، عارف ذات سبحانی، محبت المشائخ
الصاوقین و اہل کشف و العارفین فاضل اجل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قریشی، ہاشمی

الشہیر غلام قادر، بھیروی ثم لاہوری قدس سرہ العزیز

حضرت مولانا غلام قادر برکات اللہ (۵۹) ختمات خواجگان

ختمات خواجگان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الشَّافِیْ وَالصَّلٰوَةُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْمَعَارِفِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ
الَّذِیْنَ كُلُّ مِنْهُمْ لَنَا الْكَافِیْ پس چند فوائد محض برائے عوام مجاہدان و یکتاؤ
مخلصان بے ریا، کتب صوفیہ کرام سے تحریر کئے جاتے ہیں کہ ہر وقت دنیا و
آخرت موجب آسانی کا ہو دیں اور یاد خدائے کریم و بزرگان دین سے
غافل نہ ہو دیں۔ اور ادختمات مناسب الوقت یا ب ہو دیں۔ فقیر کو یہ
دعائے خیر یاد فرما دیں۔ **اول** اور ادکا سرتاج کلمہ طیبہ ہے۔ جو شخص ستر ہزار
بار ایک جلسہ میں پڑھے دعا اس کی مقبول ہوتی ہے اور شیخ محی الدین ابن
عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ
عنه سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ
طیبہ پڑھایا یا کسی نے پڑھ کر اس کا ملک کیا ہو وہ جنت میں داخل کیا
جاوے۔ اس حدیث کو حافظ نجم الدین غیظی نے بھی اس عنوان سے بیان
فرمایا ہے۔ کہ شیخ ابو العباس قصاب نے اس حدیث کو عجیب قصہ میں بھیج کر لیا
ہے کہ ان کے خادم کی والدہ فوت ہو گئی جب اس کو خبر وفات والدہ کی ہوئی تو
وہ بیہوش ہو گیا۔ ابو العباس رضی اللہ عنه نے ستر ہزار کلمہ اس کی ماں کو بخش
تب وہ خادم ہوش میں آ گیا۔ شیخ نے پوچھا کہ تو بیہوش ہو گیا تھا۔ جھٹ ہوئی

میں کیسے آیا اس نے کہا جب ماں کی وفات سنی تو مراقبہ کیا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ میں لے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا۔ اب ناگہاں دیکھا کہ فرشتے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں واپس لے گئے ہیں تو ہوش میں آ گیا ہوں اور خوش ہوں۔ اسی واسطے بزرگان دین نے وظیفہ کلمہ طیبہ کا کل مشکلات دنیا و دین کے واسطے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ جس کے دل میں نام پاک اللہ تعالیٰ کا ہو اس کی زبان تر و تازہ اور چہرہ خوش نما رہتا ہے۔

برائے حفظ (حفاظت) از ہر بلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ یا حَافِظُ یا حَفِیْظُ یا وَکِیْلُ یا رَقِیْبُ یا اَللّٰهُ وَصَلِّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّالِہٖ اَجْمَعِیْنِ۔

۲۔ جب کسی کی آنکھ پھڑکے تو کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھے ہیں نحوست اس کی رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ دعا بھی پڑھا کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ لَا خَبِرَ اِلَّا خَبِرُكَ وَلَا طَیْرًا لَا طَیْرُكَ وَلَا صَیْرًا لَا صَیْرُكَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ

۳۔ دو آیت قرآن شریف کے اندر دو قطب ہیں جیسا کہ دو قطب آسمان کے ایک شمالی دوسرا جنوبی ایک آیت یہ ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِ

الْفَجِّ الْخِ دوسری محمد رسول اللہ آخر سورہ تک جتنے حرف قرآن شریف ہیں اتنے ہی ہر ایک آیت میں ہیں گویا کہ سارے قرآن شریف کی تاثیر اور خواص ان میں ہیں۔

۴۔ جو شخص چاند دیکھنے کے وقت اول شب میں یہ دعا پڑھے تو تمام مہینہ ہارام گزرے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی الْاٰتِیْكَ وَتَعْمَالِكَ مِثْلَ مَا حَمَدْتُ بِہٖ عَلٰی نَفْسِكَ وَمِثْلَ مَا حَمَدَ الْحَامِدُوْنَ الدِّیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَّتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرُوْنَ عَلٰی مَا اَصَابَهُمْ وَالْمُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ یُبْقَوْنَ وَاسْتَغْفِرُكَ مِثْلَ مَا یَسْتَغْفِرُكَ الْمُسْتَغْفِرُوْنَ الدِّیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاِحْسَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرَ اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرُ الدُّنُوْبِیْہُمْ وَمَنْ یَغْفِرُ الدُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَاتُوْبُ مِثْلَ مَا تَابَ جَمِیْعُ السَّوَابِیْنِ الدِّیْنِ اِذَا جَعَلْتَ تَوْبَتَهُمْ مَّقْبُوْلَۃً وَعَزَمْتَ لِنَجَاتِهِمْ وَاَعِزَّنِیْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ یَّاغِیَاثَ كُلِّ مَكْرُوْبٍ یَّامَنْ مُجِیْبُ الْمُصْطَرِّیْنَ اِذَا دَعَوْتُ لِکَشْفِ السُّوْءِ وَاَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ اُكْشِفْ مَا اَنَا فِیْہِ مِنَ الْهُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

طریق ختم خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

شب دوشنبہ کو یا شب جمعہ کو بحسب ضرورت جس روز کہ ضرورت ہو غسل اور وضو کرے اور دو گانہ (دو نفل) وضو کا پڑھے۔ اور دوسرا دو گانہ اس طور پر پڑھے کہ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی سات سات دفعہ پڑھے اور بعد سلام کے ثواب اس کا بہ ارواح مطہرہ نقشبندیہ بخشے بعد اس کے دس دفعہ یہ دعا پڑھے

يَا مُفْتِخَ الْأَبْوَابِ يَا مُسَيِّبَ الْأَسْبَابِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ
وَالْأَبْصَارِ يَا ذَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِينَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ تَوَكَّلْتُ
عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَأَقْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ بعدہ
سورہ فاتحہ ہفت (سات) بار بسم اللہ بعدہ درود شریف سو (۱۰۰) دفعہ بعدہ
الم نشرح بالسم اللہ (۷۹) دفعہ بعدہ قل شریف ایک ہزار ایک دفعہ بعدہ فاتحہ
ہفت بار بعدہ درود شریف سو دفعہ بعدہ دعا حاجت ستر بار یا مجیب (۵۵) دفعہ۔

طریق ختم قادریہ (کبیر)

اول تین روز روزہ رکھے اول یوم بدھ دوم یوم جمعرات سوم یوم جمعہ دو گانہ پڑھے ہر ایک رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص گیارہ بار پڑھے بعدہ روز قبلہ ہو کہ بیٹھے۔ اور ختم شروع کرے استغفار ایک سو گیارہ دفعہ پھر درود

شریف (۱۱۱) دفعہ پھر کلمہ تجید سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ (۱۱۱) دفعہ بعدہ الم نشرح ایک ہزار ایک سو گیارہ دفعہ بعدہ درود شریف ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ کر حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی روح مبارک کو بخشے۔ بعدہ دعا کرے۔ اور یا مجیب (۵۵) بار۔ یہ ختم قادریہ کبیر ہے اور صغیر یہ ہے۔

طریق ختم صغیر غوثیہ عالیہ

درود شریف (۱۱۱) دفعہ پھر کلمہ تجید (۱۱۱) دفعہ پھر سورہ یسین ایک دفعہ سورہ الم نشرح ایک سو اکتالیس دفعہ بعدہ درود شریف (۱۱۱) دفعہ پھر دعا و فاتحہ بروح پاک حضرت غوث اعظم قدس سرہ۔ اگر بڑی ضرورت ہو تو ختم کبیر کرے ورنہ ختم صغیر سے کام آسان ہو جاتا ہے۔

طریق ختم خواجگان چشتیہ

اول فاتحہ ۷ دفعہ بعدہ درود شریف ۱۱ دفعہ بعدہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا مَنْجَاءَ وَلَا مَنْجَى مِنْهُ إِلَّا إِلَهُ (۳۶۰) دفعہ بعدہ سورہ الم نشرح بالسم اللہ (۳۶۰) دفعہ بعدہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ آخر تک (۳۶۰) دفعہ بعدہ فاتحہ ۷ بار بعدہ درود شریف سو بار بعدہ ختم کرے۔

فوائد بسم اللہ شریف

بہت پڑھنا بسم اللہ کا موجب برکت و کشائش رزق ہے۔ اور موجب حاجت روائی و حل مشکلات کا ہے۔

۱۔ سوتے وقت ۲۱ دفعہ پڑھے تو رات اس کی بخیر و عافیت گزرے۔ اور شر جن و آدمی و آگ شیطان و موت ناگہاں سے امن رہے۔

۲۔ اور اکٹالیس دفعہ مجنون یا مرگی والے کے کان میں پڑھے تو اس کو ہوش آ جاوے۔

۳۔ اور ظالم کے سامنے پچاس دفعہ پڑھے تو اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

۴۔ اور بوقت شروع بارش یا عین بارش برنیت زمین فلاں و زراعت فلاں اکہتر (۱۷) دفعہ پڑھے تو زمین مقصود پر بارش ہووے۔

۵۔ اور سو دفعہ روزمرہ سات دن تک کسی درد کے واسطے پڑھے تو درد دور ہو جاوے۔

۶۔ بیوم جمعہ جب خطیب خطبہ شروع کرے اور یہ شخص ایک سو تیرہ دفعہ بسم اللہ شریف پڑھے اور بروقت دعا امام کے دعا مانگے تو حاجت روا ہووے۔

۷۔ اور اگر (۷۸۷) دفعہ روزمرہ ختم کی طرح سات دن پڑھا کرے تو مطلب حاصل ہووے

۸۔ اور اگر ہزار دفعہ روزمرہ (روزانہ) صبح کو پڑھے تو مشکلات آسان ہوں۔

۹۔ ہزار دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے صبح کے وقت نہار پلاویں تو کند ذہن کا ذہن صاف ہو جاوے۔

۱۰۔ اگر مجنون یا مکروب یا مجبوس روزمرہ ہزار دفعہ پڑھتا رہے۔ تو قید و کرب سے خلاصی پاوے

۱۱۔ اور ہزار بار بوقت طلوع پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے جس کو جس ارادہ پر پلاوے۔ وہ اچھا درست ہو جاوے اور فہم و ذکی ہو جاوے۔

۱۲۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ختم بسم اللہ شریف کا برائے قضاء حوائج یہ ہے کہ بارہ ہزار دفعہ پڑھے۔ اول دو گنا ادا کر کے ہزار دفعہ پڑھ کر دو گنا پڑھے اور دُعا مانگے پھر ہزار بار پڑھ کر دو گنا ادا کرتا جاوے اسی طرح بارہ ہزار ختم کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائیں گے۔

۱۳۔ اور حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ میری وصیت یاد رکھو کہ ہر کام و کلام کے اول بسم اللہ کو مفتاح (چابی) بناؤ۔ جلوس و قیود و قیام و نیام و وضو نماز و قرأت میں جو کوئی یہ کام بہر حال بالترتیب کرے گا اللہ تعالیٰ سکرات الموت و سوال منکر و نکیر کا آسان کرے گا اور تنگی قبر کی نہ ہوگی اور قبر اس کی کشادہ اور منور ہوگی۔ اور قبر سے گورا چٹا نورانی نکلے گا۔ اور حساب اس

کا آسان ہوے گا۔ میزان اس کی بھاری ہوگی۔ اور پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جاوے گا۔ بہشت میں مغفرت اور سعادت کے ساتھ داخل ہووے گا جیسا کہ خواص القرآن میں لکھا ہے۔

۱۴۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جس کو کوئی حاجت درپیش ہو۔ وہ تین روزے رکھے۔ اول بدھ کو دوم جمعرات تیسرا جمعہ کو جمعہ کے روز غسل کر کے اور وضو کر کے مسجد کی طرف جاوے اور اس وقت کچھ صدقہ دیوئے تھوڑا ہو یا بہت ہو تو اچھا ہے۔ جب جمعہ پڑھ چکے تو یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظَمَتُهٗ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ وَخَضَعَتْ لَهٗ الرِّقَابُ وَخَشَعَتْ لَهٗ الْاَبْصَارُ وَوَجَلَّتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشِیَّتِهٖ وَرَزَقَتْ مِنْهُ الْعُیُوْنُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُعْطِیَ حَاجَتِیْ (اس جگہ اپنی حاجت کا نام بیوے) اور فرمایا کہ ہر دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاوے تو دعا قبول ہوتی ہے۔

۱۵۔ بسم اللہ اکیس مرتبہ لکھ کر بچے کے گلے میں ڈالیں تو سب آفات سے محفوظ رہے۔

۱۶۔ اور ۳۵ بار لکھ کر گھر میں معلق کرے تو شیطان و جن سے محفوظ رہے۔ گھر میں اور مال میں اور کسب میں برکت ہووے گی۔ اور کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔ ۱۷۔ اور اگر دکان میں لٹکائے تو اس میں نفع بہت ہوگا۔ اور کوئی حاسد اور ظالم اس کی طرف نہ دیکھے گا۔

۱۸۔ جو شخص پہلی تاریخ ماہ محرم کے ایک سو تیرہ دفعہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو کوئی آسیب نہ پہنچے گا۔ اس کو اور اسکے گھر والوں کو عمر بھر کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ ۱۹۔ جو شخص ایک سو ایک دفعہ سفید کاغذ پر لکھ کر باغ میں دباوے تو پھل بہت ہوگا اور کھیتی اس کی اچھی ہوگی۔ اپنے وقت پر پھل پورا دے گا۔ اور سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اس میں برکت بہت ہوگی۔

۲۰۔ اور اگر کوئی سفید کاغذ پر ہزار دفعہ لکھے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے تو دشمنوں کے نزدیک اس کی ہیبت ہوگی۔ اور دوستوں کے نزدیک پیارا ہوگا۔ اور لوگوں میں باعزت ہوگا اور اس پر دروازے خیرات کے کھل جائیں گے۔

۲۰۔ اور اگر ستر بار لکھ کر میت کے کفن میں رکھا جائے تو قبر کے عذاب سے محفوظ رہے۔ منکر نکیر کا جواب آسان ہو۔

۲۱۔ اگر اسم ذات کسی برتن پاک میں اس طرح لکھے کہ برتن پر نہو جائے۔

اس کو بارش کے پانی سے گھول کر مرگی والے کو پلاوے تو مرگی دور ہوگی۔

۲۲۔ اور اگر سانپ یا بچھو کاٹ جائے تو بسم اللہ کے ساتھ حروف مقطعات لکھ کر سلام علی نوح فی العلمین لکھے اور پانی میں پلائے تو اچھا ہو جائے گا۔

۲۳۔ اگر کوئی الرحمن ایک سو پچاس مرتبہ لکھ کر اس پر پھونکے اور کسی ظالم کے سامنے جاوے تو وہ ظالم دب جائے گا۔

۲۴۔ جو شخص اسم الرّحیم دوسو اسی (۲۷۹) دفعہ لکھ کر پاس رکھے وہ جنگ میں محفوظ رہے۔ اور جس کو دوسرے حروف الرّحیم کے جدا جدا ایکس (۲۱) دفعہ لکھ کر سر پر باندھے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے گا۔

۲۵۔ ہر قل قیصر روم نے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے جس سے طبیب عاجز ہیں، کوئی دوا بھیجیں، آپ نے ٹوپی بھیجی، جب وہ ٹوپی سر پر رکھتا تو درد دور ہو جاتا اور جب ٹوپی کو اس نے کھول کر دیکھا تو کاغذ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی تھی۔ جیسا تفسیر روح البیان میں لکھا ہے۔

فوائد آیت الکرسی شریف

۱۔ اور آیت الکرسی ہر نماز فرض کے بعد پڑھے، اللہ تعالیٰ سب گناہ اس کے بخشے گا

اور سوتے وقت اگر پڑھے تو شیطان سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ غصہ کے وقت اگر پڑھے اور بائیں طرف تھوک دے تو غصہ جاتا رہے۔

۳۔ آیت الکرسی کے حرف ۷۰ ہیں۔ ہر ایک حرف کا نفع عظیم ہے۔ یہ ہر دو قسم کے منافع پر مشتمل ہے۔ اس آیت کے پڑھنے والا با عزت اور مقبول ہوتا ہے۔

۴۔ مریخ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب الخلاق ہو۔

۵۔ اور اگر زحل کی ساعت میں پڑھے تو بادشاہ کے نزدیک معظّم ہو۔

۶۔ اور اگر مشتری کی ساعت میں پڑھے تو غم دور ہو۔

۷۔ شمس کی ساعت میں پڑھے تو اپنی ملازمت میں رتبہ پاوے اور مقبول نظر امیر ہو۔

۸۔ اور زہرہ کی ساعت میں پڑھے تو محبوب ہو درمیان زن و مرد کے۔

۹۔ اور عطارد کی ساعت میں پڑھے تو دشمن اس کے ہلاک ہوں۔

۱۰۔ تعداد حروف ۷۰ ہیں، ورد بھی ایک سو ستر مرتبہ کیا جاوے مگر شیخ ابو الفرج نے فرمایا کہ یہ ساعت کی قید مشائخ کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک شرط مداومت ہے ساعت نجوی کا کوئی اشتهار نہیں۔ تاہم اسماء اللہ کی اور آیت شریف کی ستاروں پر منحصر نہیں۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ رزق کا مانع ہے اور عمل صالح رزق کا جامع

ہے۔ اسلام میں نحوست متعلق بہ گناہ ہے۔ اور سعادت متعلق بہ فلاح ہے۔ یہ فوائد مذکورہ بالا عقیدہ کسی خاص وقت کے نہیں۔

۱۲۔ اگر کوئی اس آیت کو ہزار بار چالیس یوم تک پڑھے۔ اس کی سب مرادیں حاصل ہوں۔

۱۳۔ اگر ہمیشہ ہزار بار وظیفہ مقرر کرے۔ تو مطالب دینی و دنیوی حاصل ہوں۔

۱۴۔ شیخ ابوالعباس بونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کلمات اس آیت شریف (آیت الکرسی) کے پچاس ہیں۔ اگر پچاس دفعہ پڑھ کر بارش کے پانی پر دم کر کے پی لے تو عقل و فہم زیادہ ہو۔

۱۵۔ اگر پچاس دفعہ روزمرہ پڑھے تو مقصد حاصل ہوں۔

۱۶۔ وقف اس کے پانچ ہیں۔ بعض نے پندرہ اور بعض نے سترہ کہے ہیں۔

۱۷۔ اگر بموجب وقف جب گھر سے نکلے پانچ دفعہ پڑھے۔ لوٹ کر گھر آنے تک وہ ہر بلا سے محفوظ رہے۔

۱۸۔ اور جب گھر میں داخل ہووے تب پھر پڑھے تو باعث برکت ہو۔

۱۹۔ جو شخص کسی عالم حاکم کے پاس جاوے تو آیت الکرسی پڑھ کر یہ اسماء پڑھے یا حی یا قیوم یا بدیع السموات والارض یا ذو الجلال

والاکرام استلک بحق هذه الايات الكريم وما فيها من السماء العظيمة ان تلجيم قاه عتي وتخيرس لسانه حتى لا ينطق الا بالخير اولصمت خيرك يا هذا بين عينك وشركك تحت قدميك حاكم جابر كادل فورائل پرنی ہو جاوے گا۔

۲۰۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بصرہ میں ایک آدمی ڈالہ کی درد کے لئے دم کیا کرتا تھا اور عمل نہیں بتاتا تھا۔ جب مرنے لگا اپنے پاس والوں کو یہ بتا گیا کہ پوشیدہ رکھنا گناہ ہے۔ التمس کھیلے عصا لحم عسق لا إله الا هو رب العرش العظيم۔ اسکن انہا الوجع بالیدی ان یسایسکین الریح فیظللن ر وایکد علی ظہرہ ان فی ذلک لا یت لک صبار شکور ولہ ماسکین فی اللیل والنہار وهو السميع العليم کذا فی خواص القرآن۔

۲۱۔ اگر آیت الکرسی سو (۱۰۰) بار پڑھ کر یا اللہ یا حی یا قیوم یا علی یا عظیم ایک ہزار تین سو ستر بار پڑھے اور یہ کہے: اسئلك بنور عرشك ودوح محمد ان ترسل خادما هذه الایة الشریفة الى فلان بن فلان اور اس کی صورت کا خیال کرے اور کہے: بالشہاب من مسم وحراب من النار اور اس نیزہ خیالی کے ساتھ اس شخص کی طرف اشارہ کرے اور نماز پڑھ کر سو رہے یہ عمل جمعرات کو کیا کرے۔ سات

جمعراتوں تک مطلب دلی حاصل ہوگا۔

۲۲۔ اگر آپ الکرسی کو اپنے دروازے پر لکھیں تو باعث افزونی رزق ہو اور چور نہ آئے۔

۲۳۔ کسی نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ مجھ کو استقاء کی بیماری ہے۔ اس کا علاج فرمائیں۔ کہا کہ کستوری اور زعفران کے ساتھ پیٹ پر آیت الکرسی لکھو اور صاف برتن میں لکھ کر پی لو، اس میں دس امراض کی شفا ہے۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آیت الکرسی کی ایک زبان ہے اور دلب ہیں جس سے قبیح خداوند کریم ادا کرتی ہے۔

۲۴۔ ہر ایک بیماری شکم کے لئے پاک برتن میں تین دفعہ لکھ کر پئے مگر حرف جدا جدا ہوں اور پیتے وقت نیت شفا اس بیماری کی دل میں کرے۔

۲۵۔ اور کل امراض بدنی کے لئے کستوری زعفران اور گلاب سے لکھ کر پئے تین مرتبہ آیت الکرسی لکھو اور ایک دفعہ گو آنز لٹنا ہذا القرآن الخ وگو آنز قرآن سیرت بہ الجنات الخ کو لکھ کر پانی سے گھول کر پی لے۔ اور اس پر سات بار آیت الکرسی پڑھ کر دم کرے اور پی لے تین دن صبح و شام پئے۔ انشاء اللہ شفا ہو۔

دنیا و آخرت کی بھلائی کے اعمال

۱۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحْذَرُ قُلْ

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ صبح و شام پڑھا کرے اس کے دنیا و آخرت کے کام درست ہو جائیں گے۔

۲۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو حاجت درپیش ہو تو وضو تازہ کر کے ایسے مقام میں جاوے جہاں آس پاس کوئی نہ دیکھے اور چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔

پہلی رکعت میں الحمد ایک دفعہ اور قل ہو اللہ گیارہ مرتبہ۔

دوسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ بیس بار۔

تیسری رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار اور

چوتھی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ چالیس بار۔

جب سلام پھیرے تو قل ہو اللہ پچاس بار۔ درود شریف پچاس بار اور

استغفار پچاس بار اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم ط

پچاس بار۔

پھر اپنی حاجت کا سوال دہرائے ۷۰ بار۔ اللہ تعالیٰ حاجت اس کی پوری کرے گا۔

اگر قرضدار ہوگا تو قرض سے نجات پاوے گا۔

اور اگر فقیر ہو اللہ تعالیٰ اس کو غنی کرے گا۔

اور اگر گنہگار ہے تو خداوند کریم اس کے گناہ بخش دے گا۔

اور اگر مسافر ہو تو وطن میں باخیر و عافیت پہنچا دے گا۔

اور اگر مال و لد ہے تو صاحب اولاد ہو جاوے گا۔

۳۔ (يَا عِبَادَ اللَّهِ اِيعِشُوْنِي) جس مطلب کے واسطے تین دفعہ پڑھے خدا تعالیٰ آسان فرماوے۔ اگر کوئی چالیس فی مفتوح کھلے سروالے لکھے اور اس کو دے جس کے خون جاری ہو تو خون بند ہو جاوے گا۔

۴۔ اگر کوئی پچھلی رات وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ اسماء الہی پڑھے اللہ علیٰ عظیم بَاعِثْ فِعْلٌ عَلَيْنَمْ عَذْلٌ نَّافِعٌ يَدْبِعُ عَزِيْزٌ عَفُوٌّ جَامِعٌ سَمِيْعٌ رَفِيْعٌ سَرِيْعٌ مُتَعَالٌ مُعِيْدٌ مُقْبُوْدٌ مُعَزٌّ مَّسَاعٍ تو اللہ تعالیٰ اس پر عجائبات کا باب فتح (کھول دے گا) فرماوے گا۔ دونوں کام دینی اور دنیوی حاصل ہوں گے۔ اور اگر ہر صبح کی نماز کے بعد روزمرہ بیس دفعہ پڑھا کرے تو دین و دنیا کے کام سب درست ہوں اور اگر ہفتہ کے روز صبح کی نماز کے بعد ۶۶ مرتبہ پڑھے اور کسی ظالم پر بددعا کرے تو وہ ہلاک ہو جائے۔

۵۔ يَا شَيْخُ عَبْدُ الْقَادِرُ جِيْلَانِي شَيْئًا لِلّٰہ کا وظیفہ پڑھنا جو اکثر مشائخِ چشتیہ و قادریہ اپنے اپنے معمولات اور ارشادات میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اسم مبارک بعد نماز دو گانہ (دو نفل) کے اور دُرود شریف سو بار پڑھ کر

اس اسمِ اعظم کو سو دفعہ پڑھے اور بعدہ سو دفعہ دُرود شریف پڑھ کر ستر دفعہ دعا مانگے۔ یہ وظیفہ متضمن دو امر کے ہے۔ ایک پکارنا حضرت شیخ غوث الاعظم قدس سرہ کا۔ دوم طلب کرنی کسی شے کی برائے خدا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پکارنا غائب اور میت کا شرعاً کس دلیل اور سند سے جائز ہے۔ دوسرا طلب کرنا کسی چیز کا خدا کے واسطے۔ اس سے وہم ہوتا ہے کہ کچھ خدا تعالیٰ کو اس چیز کی حاجت ہے یہ ناجائز ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امر اول حدیث قدسی سے ثابت ہے کہ بندہ خاص جب فرائض سے فارغ ہو کر نوافل میں سلوک کرتا ہے تو جس قدر ترقی عبادت میں ہوتی ہے اسی قدر قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔ شدہ شدہ سلوک کے انتہا کو پہنچتا ہے۔ یعنی قرب الہی اس طریق پر حاصل ہوتا ہے کہ جس مغلوب ہو کر حکم نابود کا رکھتی ہے یعنی بے اثر ہو جاتی ہے۔ اور نور الہی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر میں حواس بشر کے محسوس ہوتے ہیں لیکن فعل الہی اس سے صادر ہوتا ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ فعل بندہ سے صادر ہے لیکن درحقیقت فعل الہی ہوتا ہے۔ جس طرح نور الہی کے سامنے کوئی حد قرب اور بعد (دور) کی نہیں اور نہ کوئی حجاب مانع اثر اور فعل کا ہو سکتا ہے۔ ویسا ہی اس بندہ کے حواس بے انتہا ہو جاتے ہیں۔ بعد اور حجاب مانع اس کے فعل اور اثر کو نہیں روک سکتا۔ اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل

ہے۔ اس درجہ میں نام اس بندہ کا برائے نام ہی ہے اور اس بندہ کو لقب محبوبیت کا عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ یعنی تم نے نہیں پھینکا جب پھینکا تم نے لیکن خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ اور وَلَمْ تَقْتُلْهُمْ وَلَا يَكُنَّ اللَّهُ قَتْلَهُمْ یعنی اے اصحاب رسول ﷺ تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ ان آیات سے ظاہر یقین ہوتا ہے کہ فعل بندہ کا نہیں بلکہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہے اسی طرح تمام حواس سے جو کام ظاہرہ صادر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ پس دیکھنا اور سننا اس بندہ کا مثل دید اور شنید دوسرے بندوں کے نہیں کہ دوسرے محبوس طاقت بشری میں ہیں اور یہ ولی اللہ اس قید سے آزاد ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ سادس یعنی چھٹا اور سادس عشر یعنی سولہواں کتاب فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ بندہ جب قید اوصاف بشریت سے خلاصی پاتا ہے تو اس کو خط وافر کی مبارکباد ملتی ہے اور لقب اس کا صدیق اکبر ہوتا ہے اور علم غیب عطا ہوتا ہے۔ اور تکوین اشیاء باذن خالق اشیاء کے دنیا میں عطا ہوتی ہے۔ اور آخرت میں علاوہ بریں بے نہایت عطایات اور خلعت اس کو ملیں گے۔

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ محبوبان الہی کو پکارنا دور اور نزدیک سے یکساں ہے۔ جب ان کو علم مغیبات کا عطا ہو گیا۔ اور تکوین اشیاء کی ان کا

وصف بن گیا تو یا شیخ پڑھنا بحضور علمی جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ اگر یقین اس حضور کا نہ کرے تو منکر حدیث قدسی کا اور فرمان غوث اعظم قدس سرہ کا بنے گا۔ سو ان کا منکر کا فر نہیں تو گمراہ ضرور ہے۔

باقی رہا سوال کا دوسرا حصہ کہ برائے اکرام اور خوشنودی خداوند کریم یہ چیز عطا فرماؤ بے عوض (بغیر) کسی ہدیہ یا خدمت یا حق قربت کے اور عطا کسی چیز کی جو ان کے پاس ہو موجب رفع درجات محبوبان الہی کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ علم کا پڑھنا یا طعام کا کھانا اور پانی کا پلانا اور بیمار کا علاج کرنا۔ اور بھولے بھٹکے کو راستہ پر لانا یا مدیون (قرض دار) کا قرضہ ادا کر دینا۔ یا کسی حاجت مند کی حاجت روا کر دینا خدا تعالیٰ کے نزدیک موجب رفع درجات و خوشنودی حق تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ دیسے ہی ان محبوبان کے دربار سے حاجت روائی سائل کی موجب اجر عظیم کی ہے۔ اور خوشنودی خداوند کریم کی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ سائل محتاج کسی بندہ سے سوال کرتا ہے۔ تو وہ بندہ کریم عارف باللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ کہ اس سائل نے مجھ سے یہ عبادت یا سعادت کرائی جس کے سبب میرا قرب عند اللہ زیادہ ہوا۔ اسی واسطے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو فرماتے: مَرْحَبًا بِالسَّائِلِ بِمَا أَجْبَرُ خوش آیا حال ہمارے ہمارا ہمارا ہمارا اجرت کہ ہماری چیز کو یہاں دنیا میں لے کر قیامت کے روز پلڑہ میزان میں

جا کر رکھے گا۔ یعنی عند اللہ پہنچا دے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص کوئی چیز کسی محتاج کو دیتا ہے تو وہ محتاج قیامت کے روز اس چیز کو پلڑہ میزانِ حق میں رکھے گا۔ اگر یہ مسکد شریف مسلمانوں کو بالیقین معلوم ہو تو یقین ہے کہ کبھی سائل محتاج کو ناکام رخصت نہ کریں۔

اور پکارنا اولیاء اللہ کا موجب فتح الباب قبولیت دعا کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے نام لینے والے پر دروازہ رحمت اور عطا و حاجت روائی کا کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگانِ دین سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب تم کو حاجت ہو تم میرا نام لے کر دعا کرو اللہ تعالیٰ پوری فرما دے گا۔ جیسا فتح انس میں ہے کہ جیسا حضرت شیخ المشائخ معروف کرنی قدس سرہ نے حضرت شیخ سمری سقطی قدس سرہ کو ارشاد فرمایا۔ اور حضرت امام جعفر صادق نے اپنے مریدوں کو فرمان کیا کہ میرا نام موجب امان ہے از ہر بلا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نابینا کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس طرح دعا کر کہ خداوند! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیلہ کرتا ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ وسیلہ پکارتا ہوں جناب ہادی کی طرف کہ میری حاجت پوری کرے۔ نابینا نے حسب احکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسا ہی کیا تو حاجت اس کی پوری ہوئی۔ مراد اس کی بینائی

تھی وہ بینا ہو گیا۔ یہ بات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی۔ ان کے سامنے ایک شخص نے شکایت کی کہ چند روز ہوئے میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور میں کسی حاجت کے واسطے جانا چاہتا ہوں۔ چند بار گیا اجازت اندر جانے کی نہ ملی اب حیران ہوں۔ انہوں نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ کر یہ وظیفہ پڑھ: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی یَا حَبِیْبُنَا یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَیْ رَبِّیْ لِیَقْضٰی حَاجَتِی۔

دلائل الخیرات میں ہے: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَکَ یَا حَبِیْبًا یَا مُحَمَّدُ اَنَا تَوَسَّلُ بِکَ اِلَیْ رَبِّکَ فَاسْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلٰی الْعَظِیْمِ یَا نِعَمَ الرَّسُوْلُ الطَّاهِرُ ط

جب اس نے یہ وظیفہ پڑھا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ اور اذن چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی خوشی سے فوراً بلا لیا اور حاجت اس کی پوری کر دی۔ تب سے یہ وظیفہ اصحاب کبار میں مشہور ہو گیا۔ اور مشائخ نے اپنے وظائف میں درج کر دیا اور جاری کیا۔ جیسا کہ دلائل الخیرات میں بھی درج ہے۔ مگر علامہ احمد بونی نے شمس المعارف میں دو اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ کر کے اس طرح لکھا ہے کہ یہ عمل اندرون خانہ تنہا کوٹھڑی میں کرے۔ اور وظیفہ میں یا محمد یا احمد یا ابا القاسم

آواز بلند و دفعہ پر بے مطلب حاصل ہوگا۔ اس وظیفہ میں ندا غائب کو ہے۔
 اصحاب کبار اور اولیاء عظام کا معمول رہا۔ ندا نا جائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔
 انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو کشف تام ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اور وارثان
 حضور ﷺ کا کشف سب سے زیادہ ہے اور مقام محبوبیت میں ہیں۔ انکار
 سماع ان حضرات کا دور سے موجب انکار مرتبہ محبوبیت کا ہے۔ اگر حجاب مانع
 ہے۔ تو عوام الناس کو ہے۔ اولیاء اللہ دور سے جیسے دیکھتے ہیں ویسے ہی سنتے
 ہیں۔ یہ قوت دید اور شنید کی بنور اسماء الہیہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی روح اور
 حواس منور بنور اسماء الہیہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مضمون حدیث قدسی کا ہے۔
 بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں سورہ مزمل کی تفسیر میں لکھا
 ہے کہ الوہیت اللہ کے دو (۲) وصف خاص ہیں۔ ایک یہ کہ جمیع اصوات
 جمیع حیوانات کے ہر زمان و مکان میں خفی ہوں یا جلی یعنی ساوی اور ارضی
 یعنی ملائکہ کے اور حیوانات بحری کے اور حشرات الارض وغیرہ کے سنے اور
 مراد ان کی سمجھے جس کا نام احاطہ علمی ہے۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ ذکر کی قوت
 مدرکہ (مقتل) کو اپنے نور سے پُر کر دیوے۔ پس اولیاء اللہ جو جمیع لطائف
 کے ساتھ ذکر اللہ میں محو ہو گئے۔ بعد فنا کے ان کو مقام بقا کا عطا ہوا کہ اس
 مقام میں اوصاف باری تعالیٰ کے اوصاف ان کے بن جاتے ہیں سو ان
 اوصاف کے سامنے کوئی چیز محبوب اور ذور نہیں ہوتی، سب چیزوں کو عیاناً

دیکھتے ہیں اور سب کی آواز سنتے ہیں۔ اور نیز حدیث قدسی میں وارد ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي یعنی میں اس شخص کے
 پاس بیٹھنے والا ہوں جو میرا ذکر کرے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
 نے تکرر مدارج نبوت میں لکھا ہے کہ یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں
 خوب جلوہ گر ہے۔ یعنی جب کوئی حضور ﷺ کو یاد کرے تو حضور ﷺ اس
 کے پاس ہوتے ہیں۔ وارثان حضور ﷺ جو مقام فنا فی الرسول سے گزر کر
 اور فنا فی اللہ سے عبور کر کے باقی باللہ ہو جاتے ہیں ان میں بھی ایسی ہی
 صفات باری تعالیٰ کے جلوے ہوتے ہیں۔

خصوصاً قطب الاقطاب غوث الاعظم جو مقام محبوبیت میں سب
 سے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔ ان کو کوئی حجاب اور دوری مانع سماع صورت سے
 نہیں ہوتی۔ ان کا فرمانا ”کہ جو میرا نام پکارے“ اس کی حاجت روا ہوتی
 ہے۔ دلیل واضح ہے کہ پکارنا بغیر سماع حضرت غوث اعظم کے بے معنی
 ہے۔ پکارنے کا تب ہی حکم دیا جب وہ سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مَنْ نَادَانِي
 بِاسْمِي فَرَجَتْ كَرِيْتُهُ وَقَضِيَّتْ حَاجَتُهُ یعنی جو مجھ کو میرا نام لے کر
 پکارے اس کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ اور حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ
 بہجت الاسرار میں ہے اور یہ جو کتاب در مختار میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے
 شَيْئًا لِلَّهِ كُفْرًا لکھا ہے۔ سو وہ اس کی شامی نے اس طرح بیان کی ہے کہ

اَس (لکھنے والے) نے معنی شَيْئًا لِلّٰہ کے یہ سمجھے ہیں کہ خدا کو کسی شے کی حاجت ہے۔ پس یہ لفظ بولنا کفر ہے۔ شامی نے خود جواب دیا کہ یہ معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ معنی مراد یہ ہیں کہ واسطے اکرام اللہ تعالیٰ کے جب یہ معنی مراد ہوں تو شَيْئًا لِلّٰہ کہنا مستحب ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ کہہ کر مانگتا ہے۔ سب کی مراد یہی ہوتی ہے کہ واسطے رضا مندی اور اکرام اللہ کے یہ چیز دو اور نہ یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے۔ معاذ اللہ کفار بھی اس لفظ سے یہ معنی نہیں سمجھتے۔ سوائے اس شبہ کے اور کوئی وجہ ممانعت کی نہیں۔ یہ شبہ بھی مبنی بر خیال فاسد ہے۔ اور دُور سے دیکھنا اور سننا اصحاب کبار کی شہادت سے ثابت ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے پکارے یا ساریہ بن زنیم الجہلی یعنی اے ساریہ (نام امیر لشکر) زنیم کے بیٹے پہاڑ کو پشت پر لو۔ یعنی پہاڑ کی آڑ میں آؤ لوگ سن کر حیران ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امیر اچھا کہہ رہا ہے۔ اس کو کہنے دو۔ بعدہ عبدالرحمن بن عوف نے امیر المومنین سے پوچھا یہ کیوں کہا؟ فرمایا: ساریہ کی فوج کو دیکھا کہ کفار کی فوج میں گھیرے گئے ہیں۔ پس و پیش سے کفار آ گئے ہیں۔ ان کو پکار کر کہا کہ تم پہاڑ کی آڑ لو۔ ساریہ جب آئے ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز صبح سے دوپہر تک لڑتے رہے۔ جب سورج سر سے

ڈھلا تو کفار کا زور ہوا۔ اٹنے میں آواز حضرت امیر المومنین کی ایک غار سے
 آئی کہ پہاڑ کی آڑ لو سو ایسا ہی کیا تو فتح اسلام ہوئی۔ اس معاملہ میں ایک ماہ
 کے راستہ پر دیکھنا اور آواز کا پہنچنا ولی کا ہی کام ہے۔ جیسا کہ ایک ماہ کا
 راستہ ویسے سا لہا سال کا راستہ مساوی ہے۔ جیسے کہ ولی دور سے دیکھتا ہے۔
 ویسے ہی وہ سنتا ہے۔ اور اشعار صحابہ کرام کے ندائے میت کے اکثر ہیں جیسا
 کہ مرثیہ صفیہ بنت عبدالمطلب کا حضرت کی شان میں مشہور معروف ہے
 جس کا مطلع یہ ہے۔ اَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتَ رِجَالِنَا وَكُنْتَ بَنَانَنَا وَلَكُمُ
 تِلْكَ جَسَدٌ فِيمَا بَيْنَ السَّعِ وَرِجَالُنَا نَزَارُهَا اصْحَابُ كِبَارِ كَاغُرُواتِ مَلِكِ شَامِ
 بروقت قتال یا محمد یا منصور اَمْتُ اَمْتُ جیسا غزوہ یرموک میں ندا
 کرتے رہے۔

سب کو معلوم ہے۔ اور عروہ مرعہ القباہل میں ہزار اصحاب کا شعار تھا۔ یا محمد یا محمد انزل النصارا انزل النصارا اور قصہ ملکہ ماریہ نصرانیہ کا اور خبر دی حضرت عیاض بن غاثم رضی اللہ عنہ نے اس کو حالت خفہ و واقعات سالہا سال گزشتہ کی باعلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عجیب و غریب ہے۔ بلکہ جملہ واقعات فتوح شام کے ایک سے ایک موجب روشنی ایمان ہیں۔ کفار کی قید میں ابو الہول حبشی کے زنجیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہا شاہدہ تواتر دئے۔ اور چند بار ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے

مابین خواب و بیداری کے واقعات سے آگاہ فرمایا۔ اور حضرت غوث قدس سرہ کے کرامات و انکشافات امور غیبیہ کا وہی مستند ہے۔ جو کچھ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت تک اپنے مرید محبت کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔ جب غرض کیلئے کہا جاوے میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے اور میرا نیزہ کھڑا ہے۔ اور میری تلوار بربند ہے۔ اور میری کمان پر زرہ چڑھائی ہوئی ہے۔ اور منکرین کشف انبیاء و اولیاء کرام کے جو وجہ انکار کی عوام کے سامنے پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت سلیمان علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعض واقعات بیان کرتے ہیں۔

جواب اس انکار کا یہ ہے کہ جب ثبوت و شہادت شرعی کشف تام کی عدم امت کو مسلم ہے۔ تو ایسے وجوہات مرجوعہ کے ساتھ دلیل شرعی کا انکار عناد ہے۔ اور خلاف طریق اسلام۔ اور منکرین کا استدلال کہ قرآن مجید میں دعا کا لفظ آیا ہے۔ اور ہر جگہ میں ممانعت ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ پکارو۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ شریف میں دعا بمعنی عبادت ہے۔ اور ہر جگہ یہی مراد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کی عبادت مت کرو۔ اور اسی واسطے سجدہ تہیت کا جو سلاطین اور مشائخ کے حضور میں رائج تھا۔ اس کو شرک و کفر کسی نے نہیں کہا۔ مشرکین و نصاریٰ و یہود جو غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ سجدہ عبادت کا ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے سامنے جو سجدہ کرتے ہیں

اسی کو عبادت جانتے ہیں برخلاف اس کے کوئی مسلمان سجدہ پیش سلطان و شیخ کے عبادت نہیں جانتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب نام ہے اس علم کا جو عقول سے برتر ہو۔ اور وہ علم شریعت کا ہے۔ اور علوم شریعت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام و کمال ختم ہو گئے۔ ویسا ہی علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور وارثان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے دوسرا کوئی دعویٰ کرے تو کاذب ہے۔ اسی کا نام بصیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط یعنی کہہ دو کہ میں دانا و بینا ہو کر تم کو بلاتا ہوں اور میرے وارث اور میں مشرک نہیں۔

شجرہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ط أَمَّا بَعْدُ
فَهَذِهِ سِنْدُسْتَرِي مِنْ مَشَائِخِي فِي الطَّرِيقَةِ الْچِشْتِيَّةِ رِضْوَانِ
اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ إِلَهِي بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ رَسُولِ
الْثَّقَلَيْنِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ

وَأَصْحَابِهِ وَأَحْبَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَسَلَّمِ إِلَهِي بِحُرْمَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَأَمَامِ الْمُسْلِمِينَ ابْنِ عِمِّ النَّبِيِّ حَضْرَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ سَيِّدِ النَّاسِ بَعِيْنِ خَيْرِ
الْوَا عِظَمَيْنِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ أَبِي النَّصْرِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ أَبِي
الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِيِّ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ
شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ أَبِي الْقِيْضِ فَضِيلِ بْنِ عِيَاضٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ أَمَانَ الْأَرْضِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ
السُّلْطَانِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ آدَهَمَ الْبَيْهَقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه سَيِّدِ الدِّينِ
خَدِيفَةَ الْمَرْعَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه أَمِينِ الدِّينِ أَبِي هُبَيْرَةَ الشَّيْخِ
خَوَاجَه هَمَّشَادُ عَلَوِ الدِّينَوْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ خَوَاجَه أَبِي اسْحَقِ الْحَيْشَتِيِّ الشَّامِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ
قُدْوَةَ الدِّينِ خَوَاجَه أَبِي أَحْمَدَ بْنِ فَرَسِنَا فَةِ حِشْتِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ
أَبِي أَحْمَدَ حِشْتِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ
الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ نَاصِرِ الدِّينِ أَبِي يُوسُفَ حِشْتِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ
خَوَاجَه قُطْبِ الدِّينِ مَوْدُودِ حِشْتِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ حَاجِي مُحَمَّدِ زَنْكَدِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ مُقْتَدِي أَهْلِ
الْعِرْقَانِ حَضْرَةِ خَوَاجَه عُثْمَانَ هَارُونِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه مُعِينِ الدِّينِ
حَسَنِ حِشْتِيِّ سَنَجَرِيِّ أَجْمِيرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ شَهِيدِ الْمَحَبَةِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ خَوَاجَه
قُطْبِ الدِّينِ وَكِيلِ لِبَابِ اَوْشِ بِخَتِيَارِ اَوْشِي كَاكِي رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ خَوَاجَه فَرِيدِ
الدِّينِ شَكْرِبَارِ حَرِيقِ الْمَحَبَةِ مَسْعُودِ الْاَجُودِ اعْنِي كُنْجِ
شُكْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَةِ

الشیخ سلطان العاشقین خواجہ نظام الدین محبوب الہی
 محمد بن احمد بن لہدایونی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ خواجہ نصیر الدین محمود نا الاودھی چراغ
 دہلی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
 الشیخ کمال الحق والدين المشهور بعلامة رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی
 عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ سراج الحق
 والدين رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
 الشیخ علم الدین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ محمود نا المعروف بشیخ راجن
 رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ
 جمال الدین المعروف بشیخ جمن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی
 بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ حسن محمد رَضِيَ اللہُ
 تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ حسن
 محمد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
 الشیخ محمد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ
 حضرة الشیخ قطب المدينة الشريفة شیخ یحیی المدنی رَضِيَ

اللہ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ شاہ
 کلیم اللہ الجہان آبادی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ نظام الدین الاورنگ آبادی رَضِيَ اللہُ
 تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ مولانا
 محب النبی مولوی مخر الدین محمد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
 الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة الشیخ خواجہ حافظ نور
 محمد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة
 سلطان المشايخ شاہ سلیمان التونسوی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
 الہی بِحُرْمَةِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حضرة صاحب الجمال شمس
 الحق والدين صاحب السیال رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ الہی بِحُرْمَةِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ راس العلماء رئیس الفقہاء زبدہ الواصلین
 قدوة السالکین حضرة الشیخ مولانا مولوی غلام قادر
 بہیروی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

نماز قضا کے حاجات

چار رکعات نماز حاجت بعد نماز عشاء کے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی تین دفعہ دوسری (۲) تیسری (۳) اور چوتھی (۴) رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک دفعہ یہ نماز برابر لیلۃ القدر کے ہے اور قضاء حاجت کے لئے کافی ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو خدا تعالیٰ کی طرف ہو یا بندہ کی طرف وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت پڑھے بعد سلام کے کلمہ شریف اور دُرود شریف پڑھے بعدہ یہ دعا پڑھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ ط الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ
عَزَائِمِ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ عَنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا
تَدْعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هُمْ إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ
رَضِي إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط